روزنامہ الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی

18 محرم 1418ھ
26 ہجرت 1376ھ
26 مئی 1997ء

سوموار
جلد 47-82 نمبر 113
قدرت ثانیہ نمبر
(27 مئی کے حوالے سے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع کا منظوم کلام

ہو تُمھی کل کے قافِلہ سالار

وَقت کم ہے۔ بہت ہیں کام۔ چلو
مُلگجی ہو رہی ہے شام۔ چلو

زندگی اس طرح تمام نہ ہو
کام رہ جائیں ناتمام۔ چلو

کہہ رہا ہے خرامِ بادِ صَبا
جب تلک دَم چلے مُدام چلو

مَنزلیں دے رہی ہیں آوازیں
صُبح محوِ سَفَر ہو شام چلو

ساتھیو میرے ساتھ ساتھ رہو
قُربتوں کا لئے پَیام۔ چلو

تم اُٹھے ہو تو لاکھ اُجالے اُٹھے
تم چلے ہو تو بَرق گام چلو

کبھی ٹھہرو تو مِثلِ اَبرِ بہار
جب بَرس جائے فیضِ عام۔ چلو

رات جاگو مہ و نجوم کے ساتھ
دِن کو سُورج سے ہم خِرام چلو

ہو تُمھی کل کے قافِلہ سالار
آج بھی ہو تُمھی اِمام۔ چلو

تم سے وابَستہ ہے جہانِ نَو
تمہیں سونپی گئی زِمام۔ چلو

آگے بڑھ کر قدَم تو لو۔ دیکھو
عہدِ نَو ہے تمہارے نام۔ چلو

پیشوائی کرو۔ تمہاری طرف
آ رہا ہے نیا نِظام۔ چلو

اے خُوشا۔ دِل بَیار۔ دَست بکار
لہر در لہر شاد کام چلو

میرے پیارو خدا کے پیاروں پر
دائماً بھیجتے سلام چلو

زیرو بَم میں دِلوں کی دھڑکن کے
مَوجزن ہو خدا کا نام۔ چلو

دِل سے اُٹھے جو نعرۂ تکبیر
ہو ثُریا سے ہمکلام۔ چلو

غمِ دُنیا کی ہے دَوا غمِ عشق
دَمِ عیسیٰ نہیں۔ سِوا دَمِ عشق

بحرِ عالَم میں اِک بپَا کر دو
پیار کا غُلغُلہ۔ تلاطُمِ عشق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
8 روپے

26- ہجرت 1376 ھش   26- مئی 1997ء

جسمانی اور روحانی امور میں لذت آفرینی

اگر انسان کو ہوا نہ ملے پانی نہ ملے خوراک نہ ملے تو اس کی جسمانی زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ جسمانی زندگی کے لئے یہ چیزیں نہایت ضروری ہیں۔ جہاں تک اس کی خوراک کا تعلق ہے وہ اسے زیادہ سے زیادہ لذیذ بنانے کا اس لئے سوچتا ہے کہ بہتر طریق پر کھا سکے اور بہتر طریق پر زندہ رہ سکے۔ گویا کہ وہ باتیں جو اس کی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہیں ان میں سے ہر ایک میں وہ لذت پیدا کرنی چاہتا ہے۔ پانی بھی لذیذ بنانا چاہتا ہے اور ہوا کو بھی خوشگوار بنانا چاہتا ہے۔ آج کل تو ہوا کا خاصا ذکر ہو رہا ہے۔ بلکہ ہوا کے ساتھ دیگر ایسی باتوں کا بھی جو آلودگی پیدا کرنے کا باعث ہو سکتی ہیں وہ آلودگی جس سے بچنا انسان کی زندگی قائم رکھنے کے لئے لازم ہے۔ پس جسمانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں ہر وہ چیز جس کی ضرورت ہے ہم اسے بہتر طریق پر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مقصد یہی ہوتا ہے کہ زندگی صحیح معنوں میں قائم رہے۔ یعنی انسان صحت اور تندرستی کے ساتھ زندگی گزارے اور اس میں اسے مزا آئے۔ صحت اور تندرستی ویسے بھی انسان کے لئے نہایت ضروری ہے اور اچھی صحت اور تندرستی انسان کو لذت بھی مہیا کرتی ہے۔

اسی طرح روحانی زندگی میں بھی ہمیں یہ بات دیکھنے کی ضرورت ہے کہ یہ کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔ اور پھر نہ صرف اس کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے بلکہ ہمارے دل میں یہ جذبہ پیدا ہونا لازمی ہے کہ اس کو کس طرح پر لذت اور پُر سرور بنایا جائے۔ جوں جوں ہم اپنی روحانی زندگی کو پر لذت اور پر سرور بنائیں گے اس کا قیام اور اس کا استحکام ضروری ہوتا چلا جائے گا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے' آپ فرماتے ہیں:-

"دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو جس طرح ہر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادات الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے لذت اور سرور نہ ہو۔ لذت اور سرور تو ہے مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) اب انسان جبکہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربہ سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا ہوئی ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے کیا ذائقہ مزے اور احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں۔ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر' نباتات ہوں یا جمادات' حیوانات ہوں یا انسان' حظ نہیں اٹھاتا۔ کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے۔ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ لذت ان سب چیزوں میں موجود ہے۔ انسان جسمانی اور روحانی طور پر صحت مند ہو تو اس لذت کو محسوس کرتا ہے اور نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ ان کی شیرینی کو بڑھانے کے لئے تگ و دو کرتا ہے۔ جسمانی امور میں بھی اور روحانی امور میں بھی۔ اور جوں جوں وہ ان کے لئے کوشش کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ لذت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحت اور لذت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ حضرت صاحب نے (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مریض ہو تو وہ عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا۔ گویا کہ مزا اٹھانے کے لئے اور مزے کو بڑھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان صحت مند ہو۔ جسمانی طور پر بھی اور روحانی طور پر۔ اور یہ بات انسانی فطرت میں داخل ہے کہ جب کسی چیز سے اسے لذت ملنے لگتی ہے تو وہ کوشش کرتا ہے کہ اس لذت کو قائم رکھے اور بڑھاتا چلا جائے۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ دیتا ہے اور دیتا ہی چلا جاتا ہے۔ آپ جسمانی اور روحانی طور پر صحت مند ہوں اور ان چیزوں کو مانگیں جن میں لذت ہے تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور پھر دیتا ہی چلا جاتا ہے۔

پس یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو صحت مند اور تندرست رکھیں۔ جسمانی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی اور جو چیزیں ہماری لذت کا باعث بنتی ہیں ان میں حقیقی طور پر لذت پائیں۔ اور اس لذت کو آگے سے آگے بڑھاتے چلیں۔ انسان کو عبادت میں ضرور لذت ملتی ہے اور وہ جس قدر اس لذت کو بڑھاتا چلا جاتا ہے اتنی ہی عبادت اس کے لئے لازمہ حیات بن جاتی ہے۔ اور خدا کے قرب کی حیثیت میں اسے مزا آنے لگتا ہے۔

پس آیئے ہم اپنے آپ کو ہر طرح سے صحت مند اور تندرست رکھیں اور جسمانی اور روحانی امور جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے لذت کا باعث بنائے ہیں ان سے بھرپور لذت حاصل کریں اور اس لذت کی مقدار کو ہمیشہ بڑھاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اس کی بنائی ہوئی چیزوں کا مزا اٹھا سکیں اور اس مزے کو اپنے لئے مفید سے مفید تر بنا سکیں۔

ایک بات پھر کہنا چاہتے ہیں کہ باتیں جسمانی ہوں یا روحانی سب سے پہلی ضرورت صحت اور تندرستی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جسمانی طور پر صحت اور تندرستی عطا کئے رکھے۔ اور روحانی طور پر بھی۔ اور ہمیں لذات سے متمتع کرتا رہے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

مِل جُل کے کریں خدمتِ انسان تو بہتر
ہر شخص کو سمجھیں کہ یہ ہے اپنا برادر
دل ایک' نظر ایک' زباں ایک' جو ہو جائے
ہو جنتِ ارضی کا سماں اپنی زمیں پر

ابو الاقبال

اعلان تعطیل

مورخہ 27 مئی 1997ء کو الفضل کے دفاتر میں تعطیل ہوگی للذا اس تاریخ کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا عبدالباسط شاہد

گلہائے رنگا رنگ

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول

حضرت حکیم مولانا نورالدین امام جماعت الاول کی زندگی میں سب سے نمایاں امر عشق کلام الٰہی نظر آتا ہے۔ کلام الٰہی پڑھنا پڑھانا اس پر عمل کرنا آپ کی زندگی کی غذا تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی تواضع و انکسار۔ توازن و اعتدال، اطاعت و فرمانبرداری اور خدا تعالیٰ پر توکل و اعتماد کی بہت عمدہ مثال تھی۔ آپ کی سیرت میں سے توکل و اعتماد کی دو مثالیں حضرت مولانا صاحب کے اپنے الفاظ میں پیش خدمت ہیں۔

آپ کی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں آپ کو بطور مدرس بھی کام کرنا پڑا اس زمانہ کی قابل ذکر باتوں کے سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں۔

"وہاں پر انسپکٹر مدارس آگئے میں اس وقت کھانا کھا رہا تھا میں نے ان کو کہا کہ آپ بھی آجائیں تو انہوں نے بجائے اس کے کہ میرے ساتھ کھانا کھاتے مجھے فرمایا کہ کیا آپ نے مجھے نہیں پہچانا میں انسپکٹر مدارس ہوں......

حضرت مولانا کے غیر خوشامدانہ رویہ سے انسپکٹر صاحب رنجیدہ ہو گئے اور بزعم خویش حضرت صاحب کو مرعوب کرنے کے لئے اس نے کہا کہ میں امتحان لوں گا۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں "میں لڑکوں کو امتحان دینے کے لئے تیار کر کے علیحدہ جا بیٹھا وہ خود ہی امتحان لیتا رہا۔ بعد میں مجھے کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ بڑے لائق ہیں اور بڑی لیاقت سے آپ نے نارمل وغیرہ پاس کر کے بہت عمدہ اسناد حاصل کی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی باعث آپ کو اس قدر ناز ہے۔ میں نے یہ بات سن کر کہا کہ جناب ہم اس ایک بالشت کاغذ کو خدا نہیں سمجھتے اور ایک شخص کو کہا بھائی اس بت کو ذرا نکال کر تو لاؤ۔ پھر اس کے سامنے ہی منگا کر اس کو پھاڑ ڈالا اور دکھلا دیا کہ ہم کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں مانتے۔ اس شخص کو میری اس طرح اسناد پھاڑنے کا رنج بھی ہوا جس کا اس نے نہایت تاسف سے اظہار کیا اور کہنے لگا کہ آپ کے اس نقصان کا باعث میں ہوا ہوں۔ نہ میں یہ بات کہتا اور نہ آپ کا یہ نقصان ہوتا۔ لیکن حقیقت میں جب سے میں نے اس ڈپلومہ کو پھاڑا ہے تب ہی سے میرے پاس اس قدر روپیہ آتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں میں نے لاکھوں روپیہ کمایا ہے۔

حضرت مولانا صاحب نے اپنی تعلیم بڑے شوق محنت اور توجہ سے مکمل کی۔ حصول تعلیم کے سلسلہ میں ایک بہت ہی پر لطف اور سبق آموز واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"یہاں ایک پنجابی مثل یاد کرنے کے قابل ہے (لل کرے اولیاں رب کرے سولیاں" میں اسی وحشیانہ حالت میں (یعنی لمبے سفر، کچی سڑک گرد و غبار) مکان میں جا گھسا۔ ایک بڑا اہال نظر آیا۔ ایک فرشتہ خصلت۔ دلربا۔ حسین۔ سفید ریش نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چار زانو بیٹھا ہوا۔ پیچھے اس کے نہایت نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیے۔ سامنے پاندان۔ اگالدان۔ خاصدان۔ قلم دوات کاغذ دھرے ہوئے۔ ہال کے کنارے کنارے جیسے کوئی التحیات میں بیٹھا ہے۔ بڑے خوشنما چہرے قرینے سے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ نہایت براق چاندنی کا فرش اس ہال میں تھا۔ وہ قہقہہ دیوار دیکھ کر میں حیران سا رہ گیا کیونکہ پنجاب میں کبھی ایسا نظارہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ بہرحال اس کے مشرقی دروازہ سے (اپنا بستہ دروازہ میں ہی رکھ کر) حضرت حکیم صاحب کی طرف جانے کا قصد کیا۔ گرد آلود پاؤں جب اس چاندنی پر پڑے تو اس نقش و نگار سے میں خود ہی محجوب ہو گیا۔ حکیم صاحب تک بے تکلف جا پہنچا اور وہاں اپنی عادت کے مطابق [illegible] (سلام) کہا جو لکھنؤ میں ایک نرالی آواز تھی۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ حکیم صاحب نے (جواب میں سلام) زور سے یا دبی آواز سے کہا ہو مگر میرے ہاتھ بڑھانے سے انہوں نے ضرور ہی ہاتھ بڑھایا اور خاکسار کے خاک آلود ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آلودہ کئے اور میں دو زانو بیٹھ گیا۔ یہ میرا دو زانو بیٹھنا بھی اس چاندنی کے لئے جس عجیب نظارہ کا موجب ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے جو اراکین لکھنؤ سے تھا اس وقت مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں۔ میں تو اپنے قصور کا پہلے ہی قائل ہو چکا تھا مگر "خدا شر برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد" میں نے نیم نگاہی کے ساتھ اپنی جوانی کی ترنگ میں اس کو یہ جواب دیا کہ یہ بے تکلفیاں اور سلام کی بے تکلف آواز وادی غیر ذی زرع کے امی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فداہ ابی و امی۔ اس میرے کہنے کی آواز نے بجلی کا کام کیا اور حکیم صاحب پر وجد طاری ہو گیا۔ اور وجد کی حالت میں اس امیر کو کہا۔ آپ تو بادشاہ کی مجلس میں رہے ہیں کبھی ایسی زک آپ نے اٹھائی ہے۔ اور تھوڑے وقفہ سے مجھے کہا کہ آپ کو کیا کام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں پڑھنے کے لئے آیا ہوں اس پر آپ نے فرمایا کہ میں اب بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور پڑھانے سے مجھے انقباض ہے۔ میں خود تو نہیں پڑھا سکتا میں نے قسم کھالی ہے اب نہیں پڑھاؤں گا۔ میری طبیعت ان دنوں بہت جوشیلی تھی اور شاید سہر (بیماری) کا بقیہ بھی ہو اور حق تو یہ کہ خدا تعالیٰ کے ہی کام ہوتے ہیں...... میں نے جوش اور دردمندانہ آواز سے کہا کہ شیرازی حکیم نے بہت ہی غلط کہا ہے کہ رنجانیدن دل جہل و کفارۂ یمین سہل اس پر ان کو دوبارہ وجد ہوا اور چشم پرآب ہو گئے۔ تھوڑے وقفہ کے بعد فرمایا مولوی نور کریم حکیم ہیں اور بہت لائق ہیں میں آپ کو ان کے سپرد کر دوں گا وہ آپ کو اچھی طرح پڑھائیں گے جس پر میں نے عرض کی کہ "ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست" تب آپ پر تیسری دفعہ وجد کی حالت طاری ہوئی اور فرمایا کہ ہم نے قسم توڑ دی۔ اس کے بعد حکیم صاحب تو گھر تشریف لے گئے اور وہ لوگ جو مختلف اغراض اور بیماریوں کے لئے آئے تھے اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت ثانی کو پچاس سال سے زیادہ جماعت کی قیادت و رہنمائی کی توفیق ملی۔ آپ کی کامیاب قیادت میں جماعت نے غیر معمولی ترقی حاصل کی۔ آپ کی سیرت کے اس درخشاں پہلو کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ) اپنی کتاب سوانح فضل عمر میں فرماتے ہیں۔

"انتظامیہ کے سربراہ اعلیٰ کی حیثیت سے آپ جہاں اصولی اور بسا اوقات تفصیلی رہنمائی فرماتے وہاں وقتاً فوقتاً کام کا محاسبہ بھی کرتے رہتے اور کبھی سختی اور کبھی نرمی کے ساتھ کبھی سخت گرفت اور کبھی دل موہ لینے والے عفو کے ساتھ منتظمین اور کارکنان کی اصلاح فرماتے۔ عفو کے وقت آپ کا درگزر کا انداز بہت پیارا ہوتا اور کئی غفلتوں سے آنکھیں بند کر لیتے اور گرفت کے وقت نہایت باریک نظر کے ساتھ انتظامی کمزوریوں کو کرید کرید کر باہر نکالتے"۔

انتظامی امور اور اجتماعی مفاد کی نگرانی میں سختی آپ کے فرائض میں شامل تھی تاہم عفو و درگزر اور محبت و احسان بھی آپ کی سیرت کا ایک بہت نمایاں پہلو تھا۔

احباب جماعت سے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت کرنے کی ایک مثال بیان کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب لکھتے ہیں۔

"1950ء کا ذکر ہے کہ ہم حضرت صاحب کے ساتھ کوئٹہ میں موسم گرما کی چھٹیاں گذار رہے تھے۔ جب واپسی ہوئی تو ان دنوں شدید سیلاب آئے ہوئے تھے۔ قافلہ کچھ اس طرح چلا کہ حضرت صاحب آپ کی بیگمات اور ہم تینوں چھوٹے بچے تو ساتھ آ گئے۔ باقی قافلہ جس میں صاحبزادہ مبارک احمد صاحب بھی تھے پیچھے رہ گیا مجھے اتنا یاد ہے کہ کشتی میں سوار ہو کر روہڑی پہنچے تھے، قربان حسین شاہ صاحب کوئٹہ سے ساتھ آئے، آپ پولیس کے محکمے میں کام کرتے تھے جب وہ حضرت صاحب کو چھوڑ کر دوسرے قافلہ کو لینے گئے تو حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ باقی قافلہ خیریت سے پہنچ جائے تو خواہ رات کا کوئی حصہ ہو مجھے اطلاع کی جائے۔

قربان حسین شاہ صاحب واپس چلے گئے اور حضرت صاحب جس مکان میں قیام فرما تھے اس کی چھت پر ٹہلتے رہے، حتیٰ کہ اگلے دن صبح کی عبادت کا وقت ہو گیا۔ نداء کی آواز سن کر آپ نے پہریدار کو آواز دے کر پوچھا کہ قربان حسین شاہ نہیں آئے؟

پہریدار نے عرض کی کہ وہ تو رات ایک بجے آ گئے تھے تو فرمایا کہ انہیں بلایا جائے، جب شاہ صاحب حاضر ہوئے تو حضرت صاحب نے فرمایا۔

"جب میں نے کہا تھا کہ جس وقت بھی قافلہ کے باقی افراد پہنچیں، مجھے اطلاع کریں خواہ رات کتنی ہی گزر چکی ہو، پھر آپ نے ایسا کیوں نہ کیا۔

انہوں نے عرض کیا۔

"حضرت صاحب میاں مبارک اندر چلے گئے تھے تو میں سمجھا کہ اطلاع ہو گئی ہے"

حضرت صاحب نے فرمایا۔

"میں مبارک احمد کے لئے اتنا بے چین نہیں تھا میں تو سارے قافلے کے لئے فکرمند تھا۔ اور میں نے ساری رات پریشانی میں ٹہل کر گزاری ہے"۔

قربان حسین شاہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب سے اپنی اس کوتاہی کی معافی مانگی اور مجھے اس بات کا بہت قلق رہا کہ میری وجہ سے آپ کو اتنی زیادہ تکلیف اٹھانا پڑی۔

مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بٹالہ میں کسی جماعتی تقریب پر بہت سے احمدی افراد جمع تھے۔ بعض مخالفوں کی انگیخت پر وہاں ان کے کھانے کا انتظام کرنے میں مشکل ہو گئی۔ حضرت صاحب کی خدمت میں شام کے وقت یہ رپورٹ پیش ہوئی تو حضرت صاحب نے ان کے لئے کھانے کا انتظام کرنے کی ہدایت فرمائی متعلقہ کارکن نے عرض کیا کہ ٹھیک ہے صبح ہوتے ہی کھانے کا انتظام کر کے بھجوا دیا جائے گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ احباب جماعت وہاں بھوکے اور تکلیف میں رہے تو میں رات کو کس طرح سو سکوں گا۔ متعلقہ کارکن نے حضرت صاحب کے منشاء کو سمجھتے ہوئے عرض کیا کہ ہم فوری طور پر کھانا تیار کروا کے بٹالہ بھجوا دیں گے چنانچہ جس قدر جلد ممکن تھا کھانا تیار کروا کے روانہ کیا گیا اور حضرت صاحب کی خدمت میں اطلاع کر دی گئی جس پر حضرت صاحب نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

اس قسم کا کوئٹہ کا ایک واقعہ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ بھی بتایا کرتے ہیں کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے ایک کارکن کی غلطی پر حضرت صاحب نے انہیں تین دن کے لئے معطل کر دیا اور عبادت کے خیمہ میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے کا ارشاد فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد بارش شروع ہو گئی۔ اتفاق سے وہ خیمہ نشیبی جگہ پر تھا اس میں ادھر ادھر سے اور اوپر سے پانی پڑنے لگا اور سردی کی شدت میں اضافہ ہو گیا۔ حضرت صاحب کے علم میں جب یہ بات آئی تو آپ کو بہت افسوس ہوا اور آپ نے فوراً انہیں وہاں سے بلانے اور کپڑے تبدیل کرانے اور اچھے بستر اور کوئلوں کی آگ کا انتظام کرنے کا ارشاد فرمایا۔ کپڑے تبدیل کر کے لیٹنے ہی والے تھے کہ حضرت صاحب کے باورچی خانہ سے گرم گرم چائے اور مطالعہ کے لئے ایک میگزین بھی مل گیا اور تین دن برابر حضرت صاحب کی ہدایت پر پوری توجہ سے ان کے کھانے وغیرہ کا اہتمام ہوتا رہا۔ مکرم باجوہ صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ تین دن کے بعد وہ نوجوان کارکن حضرت صاحب کی ناراضگی اور سزا کی بجائے مسلسل مہربانی اور توجہ سے اتنا خوش ہوا کہ اس نے بے ساختہ کہا کہ اس طرح کی سزا تو بے شک اور بھی مل جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحب کی توجہ اور احسان کا یہ سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہا اور اس نوجوان کی خواہش کے مطابق حضرت صاحب نے اسے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے اجازت مرحمت فرمائی اور اس سلسلہ میں بعض سہولتیں بھی عطا فرمائیں۔

حضرت صاحب اپنی طبیعت کی خرابی اور گرمی کی شدت کی وجہ سے 1957ء کے موسم گرما میں مری تشریف لئے گئے۔ کسی انتظامی نقص کی وجہ سے حضرت صاحب نے پرائیویٹ سیکرٹری کو معطل کر دیا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ فوراً ربوہ واپس چلے جائیں۔ صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب جو اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں اور راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ

ہم جب مری پہنچے تو سورج ڈھل رہا تھا۔ ہلکی ہلکی خنک ہوا چل رہی تھی اچانک بادل آگئے اور پھوار پڑنے لگی، جس سے موسم بے حد خوشگوار ہو گیا۔

گھر پہنچ کر میں حضرت امی جان کے کمرہ میں سامان وغیرہ ٹھیک کروا رہا تھا کہ حضرت صاحب کمرے میں داخل ہوئے اور زور سے فرمایا۔

"رفیق"

میں نے عرض کی

"جی ابا جان"

کہنے لگے

"میرے کمرے میں آؤ"

میں آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے کمرہ میں پہنچا تو فرمانے لگے "تم کو علم ہے کہ میں نے ...... کو معطل کر دیا ہے اور ربوہ جانے کا حکم دیا ہے اور اب موسم ٹھنڈا ہو گیا ہے' وہ بے چارے کہیں سردی میں نمونیہ سے بیمار نہ ہو جائیں۔ تم جاؤ اور ان کو تلاش کرو اور یہ کوٹ بھی لے جاؤ اور ان کو پہنا دینا تاکہ سردی نہ لگ جائے اور ان سے کہو کہ "میں نے معاف کیا"

حضرت صاحب نے جو کوٹ دیا وہ اس وقت بنایا گیا تھا جب آپ علاج کی غرض سے یورپ گئے تھے۔ خاص کشمیری اون کا بنا ہوا اور نہایت ہلکا اور گرم تھا جس کو حضرت صاحب سردیوں میں خود پہنتے تھے بہرحال مجھے علم تھا کہ وہ صاحب کہاں ہیں' وہ مری کے جنرل پوسٹ آفس میں تھے اور واپسی کے لئے بس کے منتظر تھے میں نے ان کو حضرت صاحب کا پیغام دیا اور کوٹ بھی' اور انہیں بتایا کہ حضرت صاحب کا حکم ہے کہ میں آپ کو کوٹ پہنا کر لاؤں تاکہ سردی نہ لگے۔ وہ صاحب حضرت صاحب کے پیار و شفقت کے بے پناہ جذبات سے متاثر ہو کر دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ حضرت صاحب کی نظم و ضبط کو قائم رکھنے کی مجبوری پر طبیعت کا بے پناہ عفو غالب آچکا تھا۔

اس قسم کی مثالیں اور واقعات تو بے شمار ہیں۔ جماعت سے محبت کے متعلق خود حضرت صاحب فرماتے ہیں "میں دیانت داری سے کہہ سکتا ہوں کہ لوگوں کے لئے جو اخلاص اور محبت میرے دل میں۔ میرے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے جس پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ ہے۔ اور جو ہمدردی اور محبت میں اپنے دل میں پاتا ہوں وہ نہ باپ کو بیٹے سے ہے اور نہ بیٹے کو باپ سے ہو سکتی ہے"۔

1955ء میں جب ڈاکٹری مشورہ کے مطابق حضرت صاحب علاج کی غرض سے یورپ تشریف لے جا رہے تھے تو اس وقت آپ نے جماعت کے نام اپنے ایک پیغام میں فرمایا "اے میرے خدا جو میرا حقیقی باپ اور آسمانی باپ ہے مجھے اپنے بچوں کی فکر نہیں کہ وہ یتیم رہ جائیں گے مجھے اس کی فکر ہے کہ وہ جماعت ...... یتیم رہ جائے گی۔ اگر تو مجھے یہ تسلی دلا دے کہ ان کے یتیم کا میں انتظام کر دوں گا تو پھر میری تکلیف کی یہ گھڑیاں سہل ہو جائیں گی"۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

حضرت امام جماعت ثانی نے اپنے سب سے بڑے بچے کی تعلیم کا آغاز حفظ کلام الٰہی سے کروایا۔ اس مضبوط بنیاد کے بعد عام متداول تعلیم کا انتظام فرمایا اور انگلینڈ میں اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ قادیان واپسی پر جامعہ احمدیہ کے پرنسپل کے فرائض آپ کے سپرد کئے گئے گویا آپ سے یہ توقع کی گئی کہ دینی دنیوی تعلیم اور بیرونی دنیا کے وسیع مطالعہ و تجارب سے اپنے شاگردوں اور زیر تربیت داعیان الی اللہ میں بھی وسعت نظر اور وسعت مطالعہ کا شوق و شغف پیدا فرما دیں۔ اس کے بعد آپ کو انتظامی امور کا مختلف حیثیتوں میں بہت تجربہ حاصل ہوا۔ آپ کے پرانے شاگرد اور ساتھ کام کرنے والے جہاں آپ کے پیار و محبت اور حسن سلوک کا ذکر کرتے ہیں وہاں یہ ذکر بھی ضرور ہوتا ہے کہ آپ نظم و ضبط کی سختی سے پابندی کرتے اور کرواتے تھے۔ آپ کی قوت ارادی اور قوت برداشت غیر معمولی تھی۔ آپ کے بچپن کے حالات میں یہ عجیب واقعہ ملتا ہے کہ "آپ جب پندرہ برس کے تھے تو آپ کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ٹوٹا ہوا حصہ اوپر والے حصہ پر چڑھ گیا لیکن آپ نے کمال برداشت کا نمونہ دکھایا۔ اپنا یہ واقعہ مجھے سناتے ہوئے فرمایا کہ بڑے ماموں جان (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب) نے بڑھئی کو بلوایا۔ اپنے سامنے بازو باندھنے کے لئے پھٹیاں تیار کروائیں اور پھر بغیر بے ہوش کئے کھینچ کر بازو کو درست کر کے باندھا فرمایا میں نے وہ ساری تکلیف خاموشی سے برداشت کی اور اس کا کوئی اظہار نہ ہونے دیا"۔ (حضرت مرزا ناصر احمد از محترمہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ)

منصب امامت پر فائز ہونے کے بعد آپ کی طبیعت پر عفو و درگزر اور محبت اور حسن سلوک کا ایسا غلبہ ہوا کہ ہر وہ شخص جو آپ کو پہلے سے جانتا تھا وہ یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو تاکہ یہ ایک بدلی ہوئی عظیم شخصیت ہے۔ حضرت صاحب کے چہرہ پر ایک مستقل دلآویز مسکراہٹ آپ کی نشانی بن گئی۔ آپ نے بارہا یہ اعلان فرمایا کہ ہر قسم کی مخالفت کے باوجود مخالف لوگ ہماری مسکراہٹ چھیننے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ حیدر آباد (سندھ) میں ایک نو احمدی دوست تھے۔ ان سے جب کبھی ملاقات ہوتی وہ بڑے ذوق اور وارفتگی کے عالم میں حضرت صاحب کی اس مخصوص مسکراہٹ کا ذکر کرتے اور یہ بھی ضرور کہتے تھے کہ میں تو ہر شخص کو چیلنج کر دیا کرتا ہوں کہ وہ ایسی مسکراہٹ کی مثال پیش کرے۔ اسی مسکراہٹ کے سلسلہ میں ہی آپ کا مشہور عالم مقولہ ہے کہ

"محبت سب کیلئے۔ نفرت کسی سے نہیں"

1974ء میں جب جماعت کی مخالفت میں بہت زیادہ شدت آگئی اور مخالفوں نے اپنے زعم میں احمدیت کو ختم کرنے کے لئے ہر قسم کی مخالفت اور ظلم کے طریق کو اختیار کیا ان دنوں ہر احمدی دکھ اور غم کے اثرات محسوس کرتا تھا لیکن یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت امام جماعت ثالث سے ملنے کے بعد ہر شخص کی امید اسے واپس مل جاتی تھی اور مایوسی و بددلی دور ہو جاتی تھی اور پژمردہ و افسردہ چہرے کے ساتھ ملاقات کے لئے جانے والا مسکراتا ہوا واپس آتا اور زندگی کی دوڑ میں پہلے کی طرح شامل ہو جاتا اور یہ وقتی تبدیلی یا مسکراہٹ ہی نہیں تھی جو وہ حاصل کرتا تھا بلکہ ہماری تاریخ ایسی مثالوں سے بھری ہوئی ہے کہ امید کی وہ کرن جو حضرت صاحب کی توجہ اور دعا سے پیدا ہوتی تھی وہ کامیابیوں اور خوشیوں کے ختم نہ ہونے والے سلسلہ کا آغاز ہوتی تھی۔

حضرت امام جماعت ثالث نے اپنے زمانہ امامت میں اشاعت کلام الٰہی کے فریضہ کی طرف توجہ فرمائی اور لاکھوں افراد تک یہ زندگی بخش تحفہ پہنچا کر انہیں سعادت دارین کے حصول کی راہ دکھائی اور اس طرح بھی ہمیشہ کی خوشیوں کا حصول ممکن بنا دیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد کی زندگی ایک دلکش کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہے آپ شروع ہی سے جماعتی کاموں میں بھرپور دلچسپی لیتے رہے اور آپ کے ساتھ کام کرنے والے ہمیشہ ہی اس بات کے معترف رہے کہ حضرت صاحب بہت بے تکلفی اور پیار سے کام لیتے ہیں مگر آپ کے کام کی رفتار اور محنت کی عادت غیر معمولی ہے یوں لگتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت صاحب اپنے غیر معمولی کاموں اور مصروفیات پر اور زیادہ حاوی ہوتے جا رہے ہیں حالات کی تبدیلی سے ہم ربوہ مرکز میں رہنے والے دور رہنے والوں میں شامل ہو گئے وہ خوش قسمت جو قریب رہتے ہوئے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں وہ بھی حضرت صاحب کی غیر معمولی قوت کار اور محنت کے متعلق اپنی خوشگوار حیرت کا ہی اظہار کرتے ہیں۔

حضرت صاحب کے ایک غیر از جماعت سوانح نگار یا یوں کہہ لیجئے کہ کہ ایک اجنبی شخص نے بھی جب آپ کے حالات زندگی میں دلچسپی لی تو وہ بھی اس امر سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔ وہ یہ ماننے اور اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ جس شخص کی سیرت پر وہ کام کر رہا ہے وہ عام دنیوی رہنماؤں اور لیڈروں سے یکسر مختلف ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

لندن آ کے حضرت صاحب کی کام کرنے کی زبردست صلاحیت مزید کھل کر سامنے آئے ربوہ میں کم و بیش ایک ہزار خط روزانہ موصول ہوتے تھے اب وہ خطوط لندن آنے لگے دفتری عملہ حسب سابق ان خطوں کی مضمون وار فہرست مرتب کرنے لگا اور نمبر لگا کر ملاحظے کے لئے پیش کرنے لگا کچھ خط تو دعائیہ ہوتے ہیں جن میں کسی مقصد کے حصول کے لئے دعا کی درخواست کی جاتی ہے اگرچہ ایسے خطوط کا تو ایک حد تک مستقل عمومی جواب بھی ہو سکتا ہے لیکن ہر جواب پر آپ خود دستخط فرماتے ہیں۔ اگر ان خطوں میں کوئی خاص بات ہو تو آپ کے علم میں ضرور لائی جاتی ہے مگر فائلوں کو آپ ہر روز خود ملاحظہ کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

دوروں کے دوران قسما قسم کے لوگوں سے میری ملاقات ہوتی ہے بعد ازاں وہ مجھے خط لکھتے ہیں۔ جب وہ کسی ملاقات کے حوالے سے کوئی بات تحریر کرتے ہیں تو خط پڑھتے ہی لکھنے والے کا چہرہ میرے سامنے آجاتا ہے۔ بعض اوقات ان خطوط میں بعض واقعات کا اشارۃً ذکر بھی ہوتا ہے لیکن دفتر کا عملہ اسے سمجھ نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہر خط کو ایک نظر دیکھ لیتا ہوں۔ اب مجھے اتنی مشق ہو گئی ہے اہم مقامات پر آ کر میری نظر خود بخود ٹھہر جاتی ہے اور کوئی ضروری امر نظروں سے اوجھل نہیں ہونے پاتا"۔

بعض خطوط تو جذبات سے اتنے لبریز ہوتے ہیں کہ ان کا زبانی جواب لکھوانا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے ایسی صورت میں شدت جذبات سے مغلوب ہو کر میں اکیلا ایک الگ کمرے میں جا بیٹھتا ہوں اور کمرہ بند کر کے اپنے ہاتھ سے جواب لکھنے لگتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ لکھنے والوں نے کس اپنائیت سے یہ خطوط لکھے ہیں لہٰذا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان کی خواہشات کے مطابق ان خطوں کے جواب بھی اپنے ہاتھ سے لکھ کر دوں۔

کام کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے ابتدا میں ٹیپ ریکارڈر کے استعمال کا تجربہ بھی کیا گیا لیکن جلد ہی اسے ترک کر دیا گیا۔ دراصل مائیکروفون تو ایک بے جان آلہ ہے اس سے زندہ اور جیتا جاگتا تعلق قائم کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ کوشش کے باوجود یہ احساس برقرار رہتا ہے کہ میں ایک جیتے جاگتے انسان کی بجائے ایک مشین سے بات کر رہا ہوں۔ ٹیپ ریکارڈر کا استعمال تو میں اب بھی کبھی کبھی کرتا ہوں لیکن عام طور پر سفر میں اور وہ بھی جب بذریعہ کار سفر کر رہا ہوتا ہوں کیونکہ اس حالت میں ہاتھ سے لکھنے کا کام عملاً ناممکن ہو جاتا ہے۔ خط کا پورا جواب تو میں پھر بھی ریکارڈ نہیں کرواتا بس ہدایات دیتا جاتا ہوں کہ فلاں معاملے کو اس طرح نمٹایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے مطالعے کی رفتار بھی پہلے سے بڑھ گئی ہے۔

ہوتا یوں ہے کہ میں دستخط کے لئے ساری ڈاک اپنے کمرے میں لے جاتا ہوں وہاں اللہ کا نام لیکر ایک دو کی بجائے تین تین کام بیک وقت شروع کر دیتا ہوں احمدی احباب مجھے خط ہی نہیں کیسٹیں بھی بھیجتے رہتے ہیں جن پر انہوں نے اپنے خیالات کے علاوہ نظمیں بھی ریکارڈ کی ہوتی ہیں۔ اگر کوئی شخص اتنی محنت کرتا ہے تو میرا جی چاہتا ہے کہ اس کی مرسلہ کیسٹ سنوں۔ چنانچہ

باقی صفحہ ۱۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب.......ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت الثالث کے

حالات زندگی

ولادت باسعادت 16۔ نومبر 1909ء آپؒ کی پیدائش کی خبر اخبار الحکم قادیان نے مورخہ 18۔ نومبر 1909ء کو اس طرح دی:

ساقیا آمدن عید مبارک بادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صاحبزادہ والاتبار مرزا محمود احمد کے مشکوئے معلیٰ میں 15۔ نومبر کی رات جس کی صبح 16/ نومبر ہے' بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو اپنے مقدس جد امجد کے کمالات و اخلاق کا پورے طور پر وارث بنائے۔

حفظ کلام الٰہی 17۔ اپریل 1922ء کو جبکہ آپؒ کی عمر 13 سال کی تھی آپ نے حفظ کلام الٰہی مکمل کر لیا۔

اہالیان قادیان کی طرف سے حضرت حافظ روشن علی صاحب نے حضرت امام جماعت الثانی کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔ آپؒ کی حفظ کلام الٰہی کی تاریخ 1340ھ حافظ کلام الٰہی تھی۔

تعلیم جولائی 1929ء میں پنجاب یونیورسٹی کا امتحان "مولوی فاضل" پاس کیا اور پنجاب بھر میں تیسرے نمبر پر رہے۔ 1934ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

نکاح دو جولائی 1934ء کو الٰہی تحریک اور حضرت سیدہ اماں جان اور سیدنا حضرت امام جماعت الثانی کی خواہش اور دعاؤں سے آپ کا نکاح حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علی خان صاحب و حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔ حضرت امام جماعت الثانی نے اس مبارک نکاح کا اعلان فرمایا:۔

رخصتانہ چھ اگست 1934ء کو آپ کی تقریب رخصتانہ ہوئی اور بارات 12 بجے دوپہر کی گاڑی سے مالیر کوٹلہ سے واپس آئی۔ اہالیان قادیان نے بہت گرم جوشی کے ساتھ آپ کا اور حضرت بیگم صاحبہ کا استقبال کیا۔ ریلوے اسٹیشن سے بیت مبارک تک دو رویہ رنگ دار جھنڈیاں لہرا رہی تھیں۔ کئی جگہ پر اعزازی دروازے نصب تھے اور مختلف مقامات پر موزوں اشعار اور دعائیہ کلمات کے قطعات آویزاں تھے۔ ریلوے اسٹیشن پر ہزاروں کے مجمع کے ساتھ حضرت امام جماعت الثانی نے (جو کچھ دیر قبل قادیان واپس تشریف لے آئے تھے) حضرت میاں ناصر اور بیگم صاحبہ کا استقبال کیا۔ آپؒ کو مبارکباد دی اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ اس کے بعد بارات ایک جلوس کی صورت میں دار.... تک گئی اور جب بارات احمدیہ چوک پر پہنچی' تو حضرت امام جماعت الثانی نے بیت مبارک میں کھڑے ہو کر دعا کی۔

8۔ اگست 1934ء کو قادیان میں حضرت امام جماعت الثانی نے آپ کی دعوت ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔ جس میں قادیان اور اردگرد کے احباب جماعت اور معززین نے شرکت کی۔

روانگی انگلستان 6۔ ستمبر 1934ء کو حضرت امام جماعت الثانی کے حکم پر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے انگلستان روانہ ہو گئے اور اپنے ہمراہ اپنے عظیم باپ کی اس نصیحت کو لے کر گئے۔

"میں تم کو انگلستان بھجوا رہا ہوں (-) میں اس لئے بھجوا رہا ہوں کہ تم مغرب کے نقطہ نگاہ کو سمجھو۔ تم اس زہر کی گہرائی کو معلوم کرو جو انسان کے روحانی جسم کو ہلاک کر رہا ہے تم ان ہتھیاروں سے واقف اور آگاہ ہو جاؤ جن کو دجال دین حق کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم (دین حق) کی خدمت کے لئے اور دجالی فتنہ کی پامالی کے لئے سامان جمع کرو۔ یہ مت خیال کرو کہ وہاں سے تم کچھ حاصل کر سکتے ہو۔ وہاں کی ہر چیز آسانی سے یہاں مل سکتی ہے۔ تم کو میں اس لئے وہاں بھجوا رہا ہوں کہ تم وہاں کے لوگوں کو کچھ سکھاؤ۔ اگر تم کوئی اچھی بات ان میں دیکھو تو وہ تم کو مرعوب نہ کرے کیونکہ اگر وہ (-) میں موجود نہیں تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ وہ (دین حق) میں موجود نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ (-) نے اسے بھلا دیا ہے"

آخر میں سب نصیحتوں کا خلاصہ حضرت صاحب کے الفاظ میں یہ تھا:۔

خدا کے بنو' خدا کے سوا ہم سب فانی ہیں اور وہی زندہ اور حاصل کرنے کے قابل ہے۔ اس کا چہرہ دنیا کو دکھانے کی کوشش کرو۔ اپنی زندگی کو اسی کے لئے کر دو۔ ہر سانس اسی کے لئے ہو۔ وہی مقصود ہو وہی مطلوب ہو' وہی محبوب ہو جب تک اس کا نام دنیا میں روشن نہ ہو' جب تک اس کی حکومت دنیا میں قائم نہ ہو' تم کو آرام نہ آئے' تم چین سے نہ بیٹھو۔"

قادیان کے ریلوے اسٹیشن پر حضرت امام جماعت الثانی اور ہزاروں احباب جماعت نے آپ کو الوداع کہا حضرت صاحب نے ایک لمبی پرسوز دعا کروائی اور اس کے بعد آپ کو معانقہ فرما کر رخصت کیا۔

اس موقع پر آپ کو الوداع کہتے ہوئے حضرت سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے جو نظم لکھی' اس کے چند اشعار پیش ہیں:۔

جاتے ہو میری جان خدا حافظ و ناصر
اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر
والی بنو امصار علوم دو جہاں کے
اے یوسف کنعان خدا حافظ و ناصر

آپ 1934ء سے لے کر 1938ء تک انگلستان میں قیام پذیر رہے۔

اس دوران مغربی جرمنی جا کر جرمن زبان اور مصر میں قیام فرما کر عربی زبان سیکھی۔

پرنسپل جامعہ احمدیہ جون 1939ء تا اپریل 1944ء آپ جامعہ احمدیہ قادیان کے پرنسپل رہے اور اس دوران کچھ عرصہ کے لئے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔

بانی پرنسپل تعلیم الاسلام کالج مئی 1944ء میں تعلیم الاسلام کالج کی بنیاد رکھی گئی اور آپ اس کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ 21 سال تک اس پودے کی جسے حضرت امام جماعت الثانی نے لگایا۔ پورے صدق و وفا' اخلاص و محبت محنت اور لگن سے آبیاری کرتے رہے۔ علم کے میدان میں تعلیم الاسلام کالج کو آگے ہی نہیں چوٹی کے کالجوں میں لے گئے اور ایک ایسا چشمہ جاری کر دیا جس سے اپنے اور بیگانے بھی سیراب ہوتے رہے اور بلاتمیز رنگ و نسل' مذہب و ملت اور بلاتفریق امیر و غریب اس درسگاہ سے استفادہ کر کے قوم اور ملک کے افق پر ستاروں کی طرح چمکے۔ حالات کے تھپیڑے اور حوادث کے ادوار کئی بار اس درس گاہ کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن اپنے عظیم الشان باپ کی سرپرستی میں آپ نے اس درسگاہ کو اتنی خوبصورتی سے چلایا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی یہ کہہ اٹھے۔

خراج تحسین محکمہ تعلیم کے صوبائی سیکرٹری مکرم پروفیسر سراج الدین صاحب جلسہ تقسیم اسناد کی صدارت کے لئے تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے صدارتی ارشادات میں تعلیم الاسلام کالج اور اس کے منتظمین کو جو خراج عقیدت پیش کیا اس کا مختصر سا خاکہ یہ ہے۔

آپ نے فرمایا:۔

"خالصتہ ذاتی عزم و کوشش کے نتیجہ میں ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج جیسی درس گاہ کو قائم کر دکھانا اور پھر اسے پروان چڑھا کر اس کے موجودہ معیار پر لانا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ تعلیم الاسلام کالج کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک ایسے پرنسپل کی راہنمائی حاصل ہے' جو ایمان و یقین' خلوص فدائیت ' اور بلند کرداری کے اعلیٰ اوصاف سے مالا مال ہے۔ آج ہم کو ایسے ہی باہمت' بلند حوصلہ اور اہل انسانوں کی ضرورت ہے۔ ہر چند مجھے پہلی بار تعلیم الاسلام کالج کی حدود میں قدم رکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ تاہم میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں اور ان تمام لوگوں کے دلوں میں جو اس صوبے میں تعلیم سے کسی نہ کسی طرح متعلق ہیں۔ محبت کا ایک خاص مقام ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ تعلیم الاسلام کالج دو نمایاں اور ممتاز شخصیتوں والد اور فرزند کی محنت اور محبت و شفقت کا ثمرہ ہے۔ میری مراد آپ کی جماعت کے واجب الاحترام امام جو اس کالج کے بانی ہیں اور ان کے لائق و فائق فرزند مرزا ناصر احمد سے ہے۔ وہ اپنے مشہور و معروف خاندان کی قائم کردہ روایات کو وقف کی روح اور ایک ایسے جذبہ و جوش کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ جو دوسرے ممالک میں بھی شاذ ہی نظر آتا ہے۔ جب میں اس کالج پر نظر ڈالتا ہوں' تو مجھے انگلستان اور امریکہ میں علم کی ترویج اور اس کے فروغ کے متعلق انسانوں کے وہ عظیم محسن یاد آئے بغیر نہیں رہتے' جنہوں نے خدا کی تقدیس اور بنی نوع انسان کی خدمت کی نیت سے آکسفورڈ' کیمبرج اور ہاورڈ میں کالج قائم کئے خالصتہ ذاتی عزم و ہمت کے بل بوتے پر ربوہ میں ایسی درس گاہ کا قائم کر دکھانا ایک عظیم کارنامہ ہے اور پھر اس کی آبیاری کرنا اور پروان چڑھا کر اسے حسن و خوبی اور مضبوطی و استحکام سے مالا مال کر دکھانا اور بھی زیادہ قابل ستائش ہے اور ایک ایسے پرائیویٹ ادارے کو دیکھ کر جو باہمی مخاصمت اور ایک دوسرے کے خلاف سازشوں سے پاک ہو اور جس کی تمام تر کوششیں اعلیٰ تر مقاصد کے حصول کے لئے وقف ہوں استعجاب اور شک کے جذبات کا ابھرنا ایک قدرتی امر ہے۔

آپ کے امام جماعت کو علم اور اس کی ترویج سے جو محبت ہے۔ آپ کے پرنسپل صاحب اور ممبران سٹاف ایسے ماہرین تعلیم بھی اس میں حصہ دار ہیں۔

مرزا ناصر احمد جنہیں اپنے شاگردوں میں شمار کرنا میرے لئے باعث عزت ہے۔ برصغیر ہندو پاکستان کے نامور فاضل اور ماہر تعلیم ہیں۔ یہ کالج کی خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک ایسے پرنسپل کی راہ نمائی حاصل ہے جو اپنی زندگی میں آج کے دن تک بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ مقررہ نصب العین کے حصول میں کوشاں چلے آرہے ہیں۔ اور زمانے کے اتار چڑھاؤ ان کے لئے کبھی سد راہ ثابت نہیں ہو سکے۔ ان سے کم اہلیت اور کم عزم و حوصلہ کا انسان ہوتا تو زمانے کے اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا ہمیں ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت ہے جو ایمان و یقین و فدائیت اور بلند کرداری کے اوصاف سے متصف ہوں۔

مرزا ناصر احمد سے تعارف اور ان کی دوستی سے شرف سے مشرف ہونا عزم و ہمت کے از سر نو بحال ہونے کے علاوہ خود اپنے آپ کو اس مستقبل کے بارے میں جو زمانہ کے پریشان کن بادلوں کے پیچھے پوشیدہ ہے۔ ایک پختہ اور غیر متزلزل اتحاد سے بہرہ ور کرنے کے مترادف ہے۔"

یہ ایک ایسے عظیم القدر ماہر تعلیم کے تاثرات ہیں۔ جس نے اپنی تمام زندگی تعلیمی خدمت میں بسر کی ہے۔ یہ ان کے عظیم تجربہ کی بنا پر کہے ہوئے الفاظ ہیں۔ جو حقائق حاضرہ کے صحیح ترجمان ہیں۔ تعلیم الاسلام کالج جب تک قائم رہے گا' ہمارے جلیل القدر پرنسپل کی خدمات کا اعتراف ہوتا رہے گا۔

(المنار)

آپ کے زمانہ میں جہاں تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے علمی میدان میں حیرت انگیز ترقی کی وہاں کھیلوں' مباحثوں کے میدان میں بھی نمایاں کامیابیاں سرانجام دیں۔ آپ کے دور میں کالج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے ترقی کے جن نمایاں میدانوں میں قدم بڑھایا' وہ یہ ہیں:-

(1) تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی عمارت کی تکمیل ہوئی۔

(2) کالج میں ایم ایس سی فزکس اور ایم اے عربی کا اجرا ہوا۔

(3) آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ کا اجراء ہوا۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خدام الاحمدیہ کی تنظیم کو قائم ہوئے ابھی چند ماہ گزرے تھے کہ حضرت امام جماعت الثانی نے آپ کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ نامزد کیا۔ اور 1949ء تک آپ نے بحیثیت صدر اور 1949ء تا 1954ء بحیثیت نائب صدر (جبکہ حضرت صاحب خدام الاحمدیہ کے صدر رہے) کام کیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے تنظیمی ڈھانچہ کے بانی آپ ہی تھے۔ خدام الاحمدیہ کا دستور' بجٹ اور پہلا اجتماع آپ کے ہی وقت میں شروع ہوا اور اس پیغام کو کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ نشان منزل بناتے ہوئے اس تنظیم کو اس بلندی تک لے گئے کہ نوجوانوں نے قربانی کے ہر دور میں قربانیوں کی ایک عظیم الشان داستان رقم کر دی اور امامت سے وابستگی کا ایک بہترین نمونہ قائم کیا۔

پاکستان بننے کے بعد 1950ء میں پہلی مرتبہ انتہائی خوفناک سیلاب آیا اور ہزاروں لوگ اپنے گھروں سے بے گھر ہوئے سینکڑوں گھر مسمار ہو گئے۔ ایسے وقت میں آپ نے خدام الاحمدیہ کی خدمات حکومت کو پیش کر دیں۔ حکومت نے انتہائی شکر گزاری کے ساتھ اسے منظور کرتے ہوئے ہر متاثرہ علاقہ میں جو کئی اضلاع پر مشتمل تھا کام کرنے کے لئے کہا اور آپ کی سرکردگی میں یہ کام ہر جگہ نہایت عمدگی سے سرانجام پایا۔ نوجوانوں نے اپنی زندگیوں کو خطرہ میں ڈال کر پہلے گھرے ہوئے لوگوں کو محفوظ مقامات پر پہنچایا۔ پھر بے گھر ہونے والوں کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا انتظام کیا۔ سیلاب گزر جانے کے بعد بے وسیلہ لوگوں کے مکانات کی تعمیر میں مدد کی۔ مالی لحاظ سے بھی اور کام میں ہاتھ بٹا کر بھی تعلیم یافتہ اور معزز گھرانوں کے بچوں نے مزدوروں کی طرح اینٹیں اور گارا اٹھایا۔ آپ ہر جگہ خود پہنچ کر کام کی نگرانی کرتے رہے۔

نقل مکانی 14/ اگست 1947ء کو جب تقسیم پاک و ہند عمل میں آئی تو جماعت احمدیہ کو بھی ہندوستان سے نقل مکانی کرنی پڑی۔ اس نازک موقع پر مرکز احمدیت قادیان کی حفاظت کے لئے آپ 15۔ نومبر 1947ء تک قادیان رہے۔ اس دور میں جس بلند ہمتی سے آپ نے اپنے فرائض ادا کئے۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔

فرقان بٹالین تقسیم پاکستان کے بعد ابھی یہ نوزائیدہ مملکت خداداد اپنے پیروں پر کھڑی بھی نہ ہوئی تھی کہ ہندوستان کے حملے کی وجہ سے اس کی سرحدوں کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا اور ہمیشہ کی طرح جماعت احمدیہ نے اپنی بھرپور قربانی پیش کی اور ملکی خدمت کے لئے فرقان بٹالین کو منظم کیا تو عرصہ دو سال تک آپ اس کی سرپرست کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے راہنمائی فرماتے رہے۔

قید و بند 1953ء میں جماعت احمدیہ اپنی تاریخ کے ایک سنگین دور سے گزر رہی تھی۔ خدا کی تقدیر افراد جماعت سے ہر قسم کی قربانی لے رہی تھی۔ اس دوران یکم اپریل 1953ء سے 28 مئی 1953ء تک آپؒ نے خدا کی راہ میں قید و بند کی صعوبت برداشت کی۔ اور ہنستے مسکراتے یہ دور مصائب گزارا۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

1954ء میں جب آپ خدام الاحمدیہ سے انصار اللہ کی تنظیم میں شامل ہوئے تو حضرت امام جماعت الثانی نے آپ کو صدر مجلس انصار اللہ مقرر فرمایا۔ آپ نے قولاً اور عملاً ثابت کر دیا کہ "میں بوڑھا نہیں ہوا البتہ انصار اللہ جوان ہو گئی ہے۔"

منصب امامت پر فائز کے باوجود بھی بزرگ جوانوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے جنوری 1968ء تک صدر مجلس انصار اللہ رہے۔ آپ کے دور میں۔

(1) مرکزی سالانہ اجتماعات کی ابتدا ہوئی

(2) علاقائی اجتماعات کا آغاز اور ضلعوار نظام کا قیام ہوا۔

(3) دستور اساسی کی تدوین ہوئی

(4) ماہنامہ انصار اللہ کا اجرا ہوا

(5) انصار اللہ کے سہ ماہی امتحانات کا انعقاد ہوا

(6) علم انعامی اور سند خوشنودی کی تقسیم کا کام ہوا۔

(7) دفتر انصار اللہ کی تعمیر ہوئی

(8) اطفال کے وظائف انعامی کا اجراء ہوا

(9) اشاعت لٹریچر ہوئی اور تقریباً 62 ہزار کی تعداد میں ٹریکٹ پمفلٹ اور کتب کی اشاعت ہوئی۔

صدر صدر انجمن احمدیہ مئی 1955ء میں صدر صدر انجمن احمدیہ کے طور پر آپ کی تقرری ہوئی اور نومبر 1965ء تک آپ اس فائز رہے۔

منصب امامت 7 اور 8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب حضرت بانی سلسلہ کے جلیل القدر فرزند جماعت احمدیہ کے عالمی مقام امام ثانی وفات پا گئے' تو بمطابق قواعد وضوابط جماعت احمدیہ اراکین مجلس انتخاب کا اجلاس 8 نومبر بعد عشاء بیت مبارک میں منعقد ہوا اور آپ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت الثالث منتخب ہوئے۔ اراکین مجلس انتخاب سے خطاب فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

"میں حتی الوسع (دعوت الی اللہ) کے لئے کوشش کرتا رہوں گا اور آپ میں سے ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا سلوک کروں گا۔ چونکہ آپ نے مجھ پر ایک بھاری ذمہ داری ڈالی ہے' اس لئے میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی دعاؤں اور مشوروں سے میری مدد کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ میرے جیسے حقیر اور عاجز انسان سے وہ کام لے جو (-) توحید الٰہی کے قیام کے لئے ضروری ہے اور اپنی رحمت فرماتے ہوئے' میرے دل پر آسمانی نور نازل فرمائے"

اس کے بعد 9۔ نومبر کی صبح بعد فجر آپ نے بیعت عام کے بعد احباب جماعت سے دوسری مرتبہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر آپ لوگوں کو اس بات پر گواہ ٹھہراتا ہوں کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھ' توفیق اور طاقت دی ہے آپ مجھے اپنا ہمدرد پائیں گے.... میں ہر لمحہ اور ہر لحظہ دعاؤں اور ہر ممکن وسیلہ کے ساتھ آپ کا مددگار رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی دعاؤں' مشوروں ہمدردیوں اور کوششوں سے میرا ہاتھ بٹانے کی توفیق عطا فرمائے۔"

9 نومبر کو بعد عصر آپ نے حضرت امام جماعت الثانی کا جنازہ پڑھایا جنازہ سے قبل ان ہزاروں احمدیوں کو جو صف بستہ کھڑے تھے۔ مخاطب کر کے فرمایا:-

"میں چاہتا ہوں کہ (-) جنازہ ادا کرنے سے قبل ہم سب اپنے رب رؤف کو گواہ بنا کر اس منہ کی خاطر جو چند گھڑیوں میں ہماری آنکھوں سے اوجھل ہونے والا ہے اپنے ایک عہد کی تجدید کریں اور وہ عہد یہ ہے کہ ہم دین اور دین کے مصالح کو دنیا اور اس کے سب سامانوں اور اس کی ثروت اور وجاہت پر ہر حال میں مقدم رکھیں گے اور دنیا میں دین کی سربلندی کے لئے مقدور بھر کوشش کریں گے۔"

(الفضل 31۔ مارچ 1966ء)

اس عہد کے بعد آپ نے جنازہ پڑھایا اور حضرت امام جماعت الثانی کے جسد اطہر کو سپرد خاک کرنے کے بعد لمبی دعا فرمائی۔

بھوکوں کو کھانا کھلانے کی تحریک

17۔ دسمبر 1965ء کو آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔

"کوئی احمدی رات کو بھوکا نہیں سونا چاہئے۔ سب سے پہلے یہ ذمہ داری افراد پر عائد ہوتی ہے۔ اس کے بعد جماعتی تنظیم اور حکومت کی باری آتی ہے.... اگر کسی وجہ سے آپ کا محلہ یا جماعت اس محتاج کی مدد کرنے کے قابل نہ ہو تو آپ کا فرض ہے کہ مجھے اطلاع دیں میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دے گا کہ میں ایسے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کروں گا۔

(الفضل 10 مارچ 1966ء)

فضل عمر فاؤنڈیشن 25 لاکھ روپے کے سرمایہ سے دسمبر 1965ء میں آپ نے تحریک فضل عمر فاؤنڈیشن قائم فرمائی۔ اور احباب جماعت کو اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کا ارشاد فرمایا تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"فضل عمر فاؤنڈیشن تو دراصل اظہار ہے اس محبت کا جو ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امام جماعت الثانی کے لئے پیدا کی اور یہ محبت اس لئے پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام جماعت الثانی کو جماعت پر بحیثیت جماعت اور لاکھوں افراد جماعت پر بحیثیت افراد بے شمار احسانات کرنے کی توفیق عطا فرمائی تو خدا تعالیٰ کے حمد و شکر کے طور پر اور اس محبت کے نتیجہ میں جو ہمارے دلوں میں اس پاک وجود کے لئے ہے۔ ہم نے اس فاؤنڈیشن کو جاری کیا ہے۔"

(الفضل 1966-5-24)

اس تحریک میں احباب نے انتہائی قربانیوں کا مظاہرہ پیش کیا اور تقریباً ساڑھے 37 لاکھ روپے کی وصولی ہوئی۔

امامت ثالثہ کے دوران فضل عمر فاؤنڈیشن کو

کو

(1) حضرت امام الثانی کے خطبات کی تین جلدیں شائع کرنے کی توفیق ملی۔

(2) چار جلدوں کا مسودہ تیار کیا گیا۔

(3) سوانح حضرت فضل عمر کی پہلی جلد شائع ہوئی

(4) حضرت امام جماعت الثانی نے 1949ء کے جلسہ سالانہ پر جماعت کی تعلیمی ترقی کے لئے جو سکیم بیان فرمائی تھی۔ اس کے مطابق مقالہ جات کا انعامی مقابلہ شروع کیا گیا اور 1980ء تک انعام کے مستحق مقالہ نگاروں کو ساڑھے 36 ہزار روپے کے انعامات دیئے گئے۔

(5) ایک لٹریری کمیٹی قائم کی گئی جو جماعت کی علمی ترقی کے لئے تجاویز پیش کرتی ہے۔ اس کمیٹی کی ایک تجویز کے مطابق لندن کے انڈیا آفس کے مواد پر ریسرچ کروائی گئی۔

(6) فضل عمر فاؤنڈیشن کی عمارت' خلافت لائبریری اور ایک جدید طرز کے گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کی گئی۔

(7) امام بی بی ٹرسٹ قائم کیا گیا جو نویں اور دسویں جماعت کے ایک ایک مستحق امداد ذہین لڑکے یا لڑکی کو وظیفہ دیتا ہے۔

تعلیم کلام الٰہی اوائل 1966ء میں ایک نئی نظارت اصلاح وارشاد تعلیم کلام الٰہی قائم کی جس کی غرض یہ تھی کہ تعلیم کلام الٰہی کے سلسلہ میں تحریکات کو کامیاب بنائے۔

وقف عارضی 18 مارچ 1966ء کو آپ نے خطبہ میں وقف عارضی کی تحریک فرمائی۔ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

"میں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں"

(الفضل 23 مارچ 1966ء)

امامت ثالثہ میں اس تحریک میں تقریباً چالیس ہزار افراد نے حصہ لیا۔

دفتر سوئم تحریک جدید 22۔ اپریل 1966ء کو آپ نے خطبہ میں تحریک جدید دفتر سوئم کے اجراء کا اعلان فرمایا:-

"میں چاہتا ہوں کہ اب دفتر سوئم کا اجراء کر دیا جائے لیکن اس کا اجراء یکم نومبر 1965ء سے شمار کیا جائے گا' کیونکہ تحریک جدید کا سال یکم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نومبر سے شروع ہوتا ہے۔ اس طرح یکم نومبر1965ء سے 31۔اکتوبر1966ء تک ایک سال بنے گا۔ میں اس لئے ایسا کر رہا ہوں تاکہ دفتر سوئم بھی حضرت امام جماعت الثانی کی امامت کی طرف منسوب ہو اور چونکہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے اعلان کی توفیق دے رہا ہے' اس لئے میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے بھی اپنے فضل سے ثواب عطا کرے گا اور اپنی رضا کی راہیں مجھ پر کھولے گا۔"

انجمن ہائے موصیان

5۔اگست 1966ء میں آپ نے انجمن ہائے موصیان کی تحریک کی اور فرمایا:۔

"میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تعلیم (کلام الٰہی) اور وقف عارضی کی تحریکوں کو موصی صاحبان کی تنظیم کے ساتھ ملحق کر دیا جائے اور یہ سارے کام ان کے سپرد کر دیئے جائیں اس لئے آج میں موصی صاحبان کی تنظیم کا خدا کے نام کے ساتھ اور اس کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے اجراء کرتا ہوں۔"

(الفضل اگست 19ء)

وقف جدید دفتر اطفال

اکتوبر1966ء میں آپ نے وقف جدید دفتر اطفال کا آغاز کرتے ہوئے اور فرمایا:۔

"میں آج احمدی بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) سے اپیل کرتا ہوں کہ (۔) اٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقف جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے پر کر دو اور اس کمزوری کو دور کر دو جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے۔"

بد رسوم کے خلاف جہاد

دسمبر 1966ء میں بد رسوم کے خلاف جہاد کی تحریک کی اور فرمایا:۔

"میں نظارت اصلاح وارشاد کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ جتنی بد رسوم اور بدعات ہمارے ملک کے مختلف علاقوں میں پائی جاتی ہیں ان کو اکٹھا کیا جائے اور اس کی نگرانی کی جائے کہ ہمارے احمدی بھائی ان تمام رسوم اور بدعات سے بچتے رہیں"

جنوری 1967ء میں حضرت بانی سلسلہ کے مشہور معرکہ آراء لیکچر (۔) اصول کی فلاسفی کے انگریزی ترجمہ کی ایک لاکھ کی تعداد میں اشاعت ہوئی۔

پہلا دورہ 1967ء

6 جولائی 1967ء کو آپ اپنے پہلے بیرون پاکستان دورہ پر ربوہ سے روانہ ہوئے۔ اس دوران آپ نے مغربی جرمنی' سوئٹزرلینڈ' ہالینڈ۔ڈنمارک' انگلستان و دیگر ممالک مغربی یورپ کا دورہ فرمایا۔ اسی طرح 21 جولائی 1967ء کو مستورات کے چندہ سے بننے والی بیت نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک کا افتتاح فرمایا۔ افتتاحی تقریر میں آپ فرماتے ہیں:۔

"اے ہمارے آقا اور ہمارے رب اپنے اس گھر کو امن اور حفاظت کا گھر بنا دے تیرا نور ہر دل میں چمکے اور سب دل تیرے محبوب (۔) کے عشق سے لبریز ہو جائیں"

یورپ کا ڈیڑھ ماہ کے قریب نہایت کامیاب تربیتی دورہ ختم کر کے 21۔اگست 1967ء کو آپ واپس پاکستان پہنچ گئے۔

تفسیر حضرت بانی سلسلہ

1969ء میں آپ نے اپنی براہ راست نگرانی میں حضرت بانی سلسلہ کی (تشریح) اور آپ کے ارشادات کو کلام الٰہی کی ترتیب کے مطابق یکجا کروا کے شائع کرنے کا انتظام فرمایا۔

سترہ آیات یاد کرنے کی تحریک

ستمبر 1969ء میں آپ نے ابتدائی سترہ آیات کے حفظ کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا کی گئی ہے کہ (۔) ابتدائی سترہ آیات ہر احمدی کو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا زبانی یاد ہونی چاہئیں۔"

دوسرا دورہ 1970ء

وسط 1970ء میں حضرت صاحب نے مغربی افریقہ کے چھ ممالک نائیجیریا' غانا' سیرالیون' آئیوری کوسٹ' گیمبیا اور لائبیریا کا دورہ فرمایا اسی طرح آپ نے بعض مغربی یورپ کے ممالک کا بھی دورہ فرمایا۔ اسی دوران۔

مجلس نصرت جہاں

1970ء میں حضرت صاحب نے نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم نافذ کی اور مجلس نصرت جہاں کا قیام فرمایا اس کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں:۔

"گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑی شدت سے میرے دل میں ڈالا کہ تم کم از کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا"

آپ نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے لئے ایک لاکھ پونڈ کی اپیل کی مگر مخلصین جماعت نے اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اڑھائی لاکھ پونڈ سے زائد رقم اپنے پیارے امام کے قدموں میں ڈال دی اور اس تحریک میں خدا تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی کہ اڑھائی لاکھ پونڈ سے شروع ہونے والا منصوبہ کا امامت ثالثہ کے اختتام پر سالانہ بجٹ چار کروڑ 69 لاکھ روپے ہے۔

مجلس کی مساعی کا تفصیلی خاکہ حسب ذیل ہے۔

ہسپتال

غانا 5
نائیجیریا: 6
سیرالیون: 4
گیمبیا: 4
میزان: 19

سکولز غانا: 6 نائیجیریا: 10
سیرالیون: 7
لائبیریا: 1
میزان: 24

○ فلاح انسانیت کے عظیم منصوبہ کے تحت جون 1982ء تک 19 ہسپتالوں میں 444'35'27 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ 328'297 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا اور 359'44 اپریشن کئے گئے نیز 24 سکولز سے 27877 افراد فارغ التحصیل ہوئے۔

○ تین اکتوبر1971ء کو حضرت صاحب نے خلافت لائبریری کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔ یہ عمارت فضل فاؤنڈیشن نے تعمیر کروا کے صدر انجمن احمدیہ کے حوالے کی ہے۔

○ 9 دسمبر1972ء کو آپ نے گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ کا آغاز فرمایا۔

○ جنوری 1973ء میں حضرت صاحب نے درخت و شجرکاری کی تحریک فرمائی۔

تیسرا دورہ 1973

جولائی 1973ء میں حضرت امام جماعت الثالث تیسری مرتبہ مغربی یورپ کے دورہ پر روانہ ہوئے اور 26 ستمبر 1973ء تک وہاں قیام فرمایا۔ آپ کا یہ دورہ خالصتاً تربیتی اور دعوت الی اللہ کا تھا۔ اس دوران آپ نے مختلف پریس کانفرنسوں سے خطاب فرمایا اور لاکھوں افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ فرینک فورٹ کے ایک اخبار نے اس کی خبر اس طرح دی۔

"محبت کی طاقت"

حضرت مرزا ناصر احمد نے بتایا کہ ہم اپنے مخالفین کو محبت کی طاقت کے ساتھ مغلوب کریں گے ہم اس مقصد کے حصول کی خاطر اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالیں گے بغیر اس کے کہ دوسروں کو تکلیف پہنچائیں"

○ جولائی 1973ء میں ہی آپ نے سائیکل سواری کی تحریک فرمائی۔

○ اگست 1973ء میں آپ نے نشانہ غلیل کی مہارت کی تحریک فرمائی اور فرمایا تمام اطفال اور 25 سال سے کم عمر کے خدام غلیل خریدیں اور اپنے پاس رکھیں۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ

28 دسمبر1973ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت صاحب نے صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کی عظیم الشان تحریک کا اعلان فرمایا اور احباب جماعت کو صد سالہ جوبلی فنڈ میں دل کھول کر عطیات دینے کی تحریک کی۔ حضرت صاحب نے احباب جماعت کو اڑھائی کروڑ روپے کی تحریک کی تھی لیکن اللہ کے فضل سے اب تک اس کا بجٹ دس کروڑ روپے سے تجاوز کر چکا ہے۔

منصوبہ کے شیریں ثمرات یہ ہیں۔

1 منارۃ قادیان پر سنگ مرمر لگوایا گیا
2 بھارت میں اڑیسہ اور کیرالہ کی ریاستوں میں ایک ایک بیت اور مشن ہاؤس تعمیر ہوئے۔
3 یورپ میں سویڈن' ناروے اور سپین میں بیوت کا قیام ہوا۔
4 جاپان میں ایک مشن ہاؤس خرید اگیا
5 لندن میں کسر...... کانفرنس کا انعقاد ہوا۔
6 کلام الٰہی کا گورمکھی' یوروبا (نائیجیریا کی ایک زبان) میں ترجمہ کی اشاعت ہوئی۔
7 فرنچ زبان میں حضرت امام جماعت الثانی کے دیباچہ کی اشاعت ہوئی۔
8 حضرت بانی سلسلہ کی کتب سے مختلف اقتباسات انگریزی میں شائع ہوئے۔
9 نیز اس کے علاوہ کئی مقالہ جات اور فولڈرز مختلف زبانوں میں شائع کئے گئے اور 23 مارچ 1982ء کو حضرت صاحب نے صد سالہ جوبلی کے زیر تعمیر دفتر کا سنگ بنیاد رکھا۔

اس عالمگیر منصوبہ کے لئے آپ نے احباب جماعت کو حمد اور عزم کا ماٹو دیا۔

دور آشوب

29 مئی تا 7 ستمبر1974ء) جماعت احمدیہ کڑی آزمائشوں کے ایک اور دور میں داخل ہوئی۔ آنکھیں نفرت کے شعلے بن گئیں۔ ذہن تعصب کی آگ' ہاتھ ظلم کی برچھی تو کشتی..... کا ملاح اللہ پر توکل رکھتا ہوا اپنے دن رات ایک کر کے خوف و دہشت کی چٹانوں سے اسے بچاتا ہوا ظلم کے شعلوں سے کتراتا ہوا تاریخ کے اوراق میں تحمل' عفو اور درگزر کے ایک شاندار باب کا اضافہ کر کے کم حوصلگی کو بلند حوصلگی میں مرجھائے پیکروں کو مسکراہٹ سے دمکتے چہروں میں بدل کر خدائی نصرت کے ساتھ خوف کو امن میں بدلنے کا موجب ہوا۔

اس دوران 52 گھنٹے تک پاکستان کی قومی اسمبلی میں اور جسٹس صمدانی کی عدالت میں تشریف لے جا کر جماعت احمدیہ کے موقف کی وضاحت فرمائی۔

وسع مکانک

1974ء میں آپ کو ایک خدائی خبر ملی۔ اس کے ہوتے ہی اپنے نامساعد حالات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مہمانوں کی رہائش کے لئے متعدد گیسٹ ہاؤسز اور مہمان خانوں کی سکیم بنائی 1974ء کے بعد ربوہ میں تعمیر ہونے والی مہمانوں کی قیام گاہوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1 سرائے محبت نمبر1
2 سرائے محبت نمبر2
3 سرائے فضل عمر
4 سرائے خدمت
5 سرائے انصار اللہ
6 توسیع دار الضیافت
7 زنانہ مہمان خانہ جلسہ سالانہ برائے مستورات
8 مردانہ مہمان خانہ جلسہ سالانہ
9 مہمان خانہ کراچی

چوتھا دورہ 1975ء

1975ء میں آپ کو بغرض علاج یورپ جانا پڑا۔ اور اس دوران آپ نے 11ویں جلسہ سالانہ انگلستان سے خطاب بھی فرمایا۔

پانچواں دورہ

1976ء میں آپ نے امریکہ' کینیڈا اور یورپ کا دورہ فرمایا۔ اس دوران سویڈن کی سب سے پہلی بیت کا شاندار افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:۔

(یہ) خدا کا گھر ہے اور وہی اس کا مالک ہے ہم جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کی تعمیر کی سعادت بخشی.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے صرف اس کے کسٹوڈین محافظ اور نگران ہیں۔

آپ کے اس دورہ کا تذکرہ مختلف ممالک کے 184 اخبارات نے کیا اس دوران 20 افراد نے پیغام حق قبول کیا۔

چھٹا دورہ 1978ء 1978ء میں آپ نے مغربی یورپ کا دورہ فرمایا اور لندن میں ہونے والی بین الاقوامی کسر (-) کانفرنس میں شرکت فرمائی اور اپنے بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔ ایک اندازے کے مطابق آپ کے اس دورہ کے ذریعہ 15 کروڑ افراد تک پیغام حق پہنچا۔

دس سالہ تحریک 28۔اکتوبر 1979ء کو غلبہ دین کی صدی کے لئے آپ نے دس سالہ تحریک فرمائی۔ اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آئندہ دس برس کے اندر اندر

1 ہر بچہ قاعدہ (یسرنا...) جانتا ہو۔

2 کلام الٰہی ناظرہ جاننے والے ترجمہ اور تشریح سیکھیں

3 ہر بچہ کم از کم میٹرک ہو

4 ہر احمدی دین کی حسین تعلیم پر قائم ہو

تعلیمی منصوبہ 7 مارچ 1980ء کو آپ نے ایک عظیم الشان تعلیمی منصوبہ کا اعلان فرمایا۔

ساتواں دورہ 1980ء 1980ء میں آپ نے بیرون پاکستان آخری دورہ کیا۔ اس دوران آپ امریکہ ' کینیڈا نائیجیریا ' غانا اور مغربی یورپ کے ممالک میں تشریف لے گئے۔

آپ نے اس دورہ میں 14 پریس کانفرنسوں سے خطاب فرمایا اور متعدد سکولوں' ہسپتالوں' بیوت کے افتتاح فرمائے اور ان کا سنگ بنیاد رکھا۔

یکم اگست 1980ء میں ناروے میں پہلے مشن ہاؤس کا افتتاح کرتے ہوئے حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"اے اللہ ہماری اس کوشش کو قبول فرما اور اپنے اس گھر کو اس خوبصورت زمین کے باشندوں کے لئے جائے پناہ اور عبادت کا مرکز بنا۔ اے خدا ان لوگوں کو اپنے اس گھر کا اہل بنا اور ان تمام لوگوں کے لئے جو اس کے اہل ہوں اس گھر کو امن اور حفاظت کی جگہ بنا"

سپین میں بیت الذکر کا سنگ بنیاد

(9۔ اکتوبر 1980ء) سپین جو سلطنت اسلامیہ کا ایک حسین اور دل کش ستون تھا جس کے گلی کوچے اللہ اکبر کی صداؤں سے گونجا کرتے تھے لیکن کم علمی اور کم عملی کے تھپیڑے سب کچھ بہا کر لے گئے امت مسلمہ پانچ صدیوں تک جس متاع صد ناز کے لٹنے کا ماتم کرتی رہی۔ دل مسلم ایک آہ بن گیا۔ نگاہ مرد مومن ایک حسرت۔ تو ظلمتوں کے بادل چیر کر برس ہا برس دعائے نیم شب میں پکارنے والے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت الثالث نے ایک بار پھر ان گلی کوچوں میں توحید کی تجلی اور دین حق کے نور سے اجالا کرنے کے لئے سرزمین سپین میں پہلی بیت کا سنگ بنیاد 9۔اکتوبر 1980ء کو دعاؤں کے ساتھ رکھا۔

دعائیں 18 ستمبر 1981ء کو حضرت صاحب نے امن عالم کے لئے دعاؤں اور صدقات کی تحریک فرمائی۔

23۔اکتوبر 1981ء کو آپ نے ذہنی جسمانی اور اخلاقی استعدادوں کی ترقی کا منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا اور 25۔اکتوبر 1981ء کو خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو ہر جگہ کھیلوں کے کلب بنانے کی تلقین فرمائی۔

حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی وفات تین دسمبر 1981ء کو آپ کی حرم اول حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ ایک مختصر علالت کے بعد 47 سال 6 ماہ انتہائی وفا و محبت اور انتہائی کمال سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتی ہوئی رخصت ہو گئیں۔ اور آپ کو ایک ہلا دینے والا حادثہ برداشت کرنا پڑا' لیکن خدا کا یہ پیارا بندہ صرف رضینا باللہ کہہ کر چپ ہو گیا۔

24 دسمبر 1981ء کو آپ نے احمدیہ بک ڈپو کا افتتاح فرمایا۔

ستارہ احمدیت دسمبر 1981ء میں حضرت صاحب نے جماعت احمدیہ کو ستارہ احمدیت دیا۔

حضرت صاحب نے احباب جماعت کو ستارہ احمدیت دکھایا۔

نکاح ثانی 11۔اپریل 1982ء کو آپ نے اپنا نکاح ثانی حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ صاحبہ بنت محترم عبدالمجید خانصاحب سے خود پڑھا۔

اسی روز بعد عصر تقریب رخصتانہ ہوئی اور 12۔اپریل 1982ء کو قصر امامت کے لان میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

وفات 9۔جون 1982ء کو خدائے بزرگ و برتر کا وہ عاشق جان نثار نصرت جہاں کی گود کا پالا حضرت امام جماعت الثانی کا فرزند دلبند 17 سال دین کی نشاۃ ثانیہ کی قیادت کرنے والا ہر دور میں عزم و ہمت کا پیکر' ہر اندھیرے میں روشنی کا مینار' ہر طوفان کے سامنے سینہ سپر' دکھ درد آفات و مصائب کے سمندروں کو چیر کر پار لگانے والا کشتی احمدیت کا ملاح حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الثالث اپنے مولائے حقیقی کے حضور پیش ہو گیا۔

جب تاریخ احمدیت ایک سائبان سے محروم ہو گئی' 14ویں کے چاند کی طرح دمکنے والی چاندنی اندھیروں میں گم ہو گئی ایک کروڑ انسانوں کے دل' نگاہیں ہونٹ اور جبینیں اس دعا کے ساتھ سر بسجود ہو گئیں کہ الٰہی ہمیں پھر ایک ہاتھ پر اکٹھا کر اور اپنے وعدوں کے مطابق پھر قدرت ثانیہ کا مظہر بھیج منصب قیادت پر پھر کسی کو بٹھا۔ تا یہ دیوانے دل و جان روح و ذہن اور عزت وقت کے نذرانے لے کر توحید کی منزل کی طرف لبیک لبیک کہتے ہوئے دوڑ سکیں۔ تب خدا نے ان دعاؤں کو سنا اور اندھیروں میں پھر ایک بار چاند کو ابھارا اور دنیا کے سب طول و عرض تجلی خداوند سے منور ہو گئے زمین و آسمان سے وفائے کی خوشبو سے معطر ہو گئے اور اولی العزم باپ کا ایک اور جان نثار مسند امامت پر بیٹھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی میں برکت دے۔ آمین

OOO

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک (ہدایتوں) کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کے رو سے اس کو یقین آجائے کہ خدا ہے کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی (-) (ہدایتوں) پر ایمان نہیں ہے۔ اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانے کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے۔ اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کرتا ہے کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانے کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں اور بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے پاس قدرت اور حکم ہے ایسے امور ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی۔

حقیقی نور کیا ہے

وہ جو تسلی بخش نشانوں کے رنگ میں آسمان سے اترتا اور دلوں کو سکینت اور اطمینان بخشتا ہے اس نور کی ہر ایک نجات کے خواہش مند کو ضرورت ہے کیونکہ جس کو شبہات سے نجات نہیں اس کو عذاب سے بھی نجات نہیں جو شخص اس دنیا میں خدا کے دیکھنے میں بے نصیب ہے وہ قیامت میں بھی تاریکی میں گرے گا۔ خدا کا قول ہے کہ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور خدا نے اپنی کتاب میں بہت جگہ اشارہ فرمایا ہے کہ میں اپنے ڈھونڈنے والوں کے دل نشان سے منور کروں گا یہاں تک کہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔ اور میں اپنی عظمت انہیں دکھلاؤں گا۔ یہاں تک کہ سب عظمتیں ان کی نگاہ میں ہیچ ہو جائیں گی یہی باتیں ہیں جو میں نے براہ راست خدا کے مکالمات سے بھی سنیں۔

پس میری روح بول اٹھی کہ خدا تک پہنچنے کی یہی راہ ہے اور گناہ پر غالب آنے کا یہی طریق ہے۔ حقیقت تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حقیقت پر قدم ماریں۔ فرضی تجویزیں اور خیالی منصوبے ہمیں کام نہیں دے سکتے۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے (کلام الٰہی) سے پایا۔ ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پر زور بازو کے نشان دیکھے جس نے (کلام الٰہی) کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پر ہے جیسا کہ سمندر کا زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں۔

بیوت الحمد منصوبہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے بیوت الحمد سکیم کے تحت غرباء و مستحقین کو حسب ضرورت رہائشی سہولت مہیا کرنے کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے اور سینکڑوں قابل امداد احباب اس بابرکت منصوبہ سے جزوی یا مکمل طور پر رہائشی سہولت پا کر اس کی برکتوں سے مستفیض ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

خدمت خلق کی اس تحریک یا تبریک میں کئی ذی ثروت احباب نے گراں قدر مالی قربانی پیش کرنے کی سعادت پائی ہے۔ اسی طرح دیگر احباب جماعت نے بھی بڑے جوش و جذبہ سے اس میں بھرپور حصہ لیا ہے اور بعض دوست بڑی باقاعدگی کے ساتھ اس تحریک میں اپنی استطاعت کے مطابق مالی قربانی پیش کر رہے ہیں احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ حضرت صاحب کی طرف سے جاری کردہ اس پہلی مالی تحریک میں دل کھول کر حصہ لیں اور ذی ثروت احباب خصوصاً اپنی توفیق کے مطابق پورے مکان کے اخراجات کی صورت میں یا گراں قدر مالی قربانی پیش کریں۔ امراء اضلاع صاحبان اور مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ اس ضمن میں موثر اور فعال تحریک فرمائیں اور مخیر احباب کے پتہ جات بھی ارسال فرمائیں تاکہ ان سے براہ راست بھی رابطہ کر کے تحریک کی جا سکے۔

امید ہے اس ضمن میں فوری اور موثر کارروائی کر کے اپنی مساعی سے مطلع فرمائیں گے۔

(سیکرٹری بیوت الحمد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ارشادات

ذیل میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے چند منتخب ارشادات درج کئے جاتے ہیں۔ ان میں احمدیہ ٹیلی ویژن اور واقفین نو کے بارے میں ارشادات شامل ہیں۔

احمدیہ ٹیلی ویژن کو ایسا بنائیں کہ وہ دلچسپی لینے لگیں۔ میں ان کو لکھوا رہا ہوں کہ آپ وہ ٹیلی ویژن کیوں نہیں دکھاتے جس میں ان کو دلچسپی ہے۔ ہمارے ٹیلی ویژن کو ویسے کیوں بنوا رہے ہو۔ جس میں ان کو دلچسپی ہے وہ گندگی کے پروگرام ہیں' وہ جنوں بھوتوں کے پروگرام ہیں' وہ آفتوں کے' ڈائنوں کے' بلاؤں کے پروگرام ہیں' خوفناک وجود جو آسمان سے اتر رہے ہیں دنیا کے وجود کچھ ان کے مقابلے کر رہے ہیں' فرضی کہانیاں' جھوٹے قصے۔ آپ نے ان کے مذاق بگاڑ دیئے ہیں تو ہم کیوں اپنے ٹیلی ویژن کا مذاق بگاڑیں۔ ان کو ان میں کوئی دلچسپی نہیں ہوگی۔ پس وہ حسن کو برا دیکھ رہے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنے بچوں کو اس حد تک دنیا کے گندے ذوق سے لذت اندوز ہونے کی چھٹی دے رکھی تھی' اب ذوق بگڑ رہے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں ہم اپنا مزاج ان کی خاطر بگاڑ دیں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ آپ کے بچوں کا جو مزاج ہے وہ آپ نے بگاڑا ہے۔ آپ کا یہ حق نہیں کہ ہمارا مزاج بھی بگاڑیں آپ۔ اور ہم جو سچا ذوق اور سچائی کی محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ آپ کے بچوں کو دلچسپی نہیں ہم یہ بات چھوڑ دیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ اچھی باتوں میں دلچسپی نہیں لیں گے تو آپ کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے آپ کی نسلیں ضائع ہو جائیں گی کوئی ان کو سنبھال نہیں سکتا۔

اس لئے اول تو یہ بھی ایک متکبرانہ بات ہے کہ جی ہمارے بچے تو بڑے اونچے ہیں آپ کے ٹیلی ویژن سے۔ اونچے وونچے کوئی نہیں ہیں' بگڑے ہوئے ہیں' نیچے ہیں۔ اور آپ ان کو اونچا اٹھائیں گے تو وہ اٹھ جائیں گے۔ کچھ دیر ساتھ بیٹھ کر بعض پروگرام دکھائیں تو ان کے اندر دلچسپی پیدا ہو جائے گی۔ بلکہ آپ کے مزاج بگڑے ہوئے ہیں اس لئے بچوں کے بگڑے ہیں اور بچوں کے جلدی سنبھلیں گے آپ کی نسبت زیادہ جلدی اصلاح پذیر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اکثر اگر سو فیصد نہیں تو اکثر صورتوں میں ماں باپ یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے بچوں نے تو مصیبت ڈالی ہوئی ہے اور کوئی ٹیلی ویژن دیکھنے ہی نہیں دیتے۔ ایک ماں ڈیڑھ سال کا بچہ لے کر آئی کہ یہ تو جب بھی ٹیلی ویژن آن ہوتا ہے وہ کہتا ہے وہ ٹیلی ویژن دکھاؤ۔ بول بھی نہیں سکتا' اشارہ کرتا ہے میری طرف کہ جس میں وہ آتا ہے اور دوسرا ٹیلی ویژن دیکھیں تو رونے لگ جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے بچے پکڑ لئے ہیں اب اللہ کے فضل سے جماعت کے۔ تو اگر آپ کو وہم ہے کہ آپ ان کی تربیت کریں گے۔ اب بچے آپ کی تربیت کریں گے۔ مگر یہ باتیں جو ہیں یہ درست نہیں ہیں کہ یہ چھوٹی چیزیں ہیں۔ ہم اعلیٰ درجہ کے اعلیٰ ٹیلی ویژن دیکھنے والے لوگ ہیں' ہمارے جیسے دکھاؤ۔ تو میں نے کہا کہ پھر تم اپنے پروگرام بناؤ اور اپنا ٹیلی ویژن بھی بنا لو ساتھ ہی۔ ایسے پروگرام بناؤ گے جو سب کی اصلاح کے لئے ہوں اور سچائی پر مبنی ہوں ان میں لغو اور جھوٹی باتیں اور جھوٹے انداز نہ ہوں تو پھر ہمیں دو ہم بنا بنا کر تمہیں بھی دکھائیں گے' دنیا کو بھی دکھائیں گے۔ لیکن بگڑے ہوئے ذوق کی ہم متابعت کبھی کسی صورت میں نہیں کر سکتے۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 3۔ جنوری 1997ء)

واقفینِ نو کی تعلیم میں ان کے طبعی رجحان کا خیال رکھیں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

"دنیاوی تعلیم کے سلسلہ میں میں نے بیان کیا تھا کہ ان (واقفین نو) کی تعلیم کا دائرہ وسیع کرنا چاہئے' ان کے علم کا دائرہ وسیع کرنا چاہئے' اس سلسلہ میں قوموں کی تاریخ اور مختلف ممالک کے جغرافیہ کو خصوصیت کے ساتھ ان کی تعلیم میں شامل کرنا چاہئے' لیکن تعلیم میں بچے کے طبعی بچپن کے رجحانات کو ضرور پیش نظر رکھنا ہو گا' اور محض تعلیم میں ایسی سنجیدگی اختیار نہیں کرنی چاہئے' جس سے وہ بچہ یا تو بالکل تعلیم سے بے رغبتی اختیار کر جائے یا دوسرے بچوں سے اپنے آپ کو بالکل الگ شمار کرنے لگے اور اس کا طبعی رابطہ دوسرے بچوں سے منقطع ہو جائے مثلاً بچے کہانیاں بھی پسند کرتے ہیں اور ایک عمر میں جا کر ان کو ناولز کے مطالعہ سے بھی دور نہیں رکھنا چاہئے' لیکن بعض قسم کی لغو کہانیاں جو انسانی طبیعت پر گندے اور گہرے بد اثرات چھوڑ جاتی ہیں ان سے ان کو بچانا چاہئے' خواہ نمونے کے طور پر ایک آدھ کہانی ان کو پڑھا بھی دی جائے بعض بچے Detective Stories یعنی جاسوسی کہانیوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں' لیکن اگر انہیں اس قسم کی لغو جاسوسی کہانیاں پڑھائی جائیں...... تو وہ ایسے جاہلانہ جاسوسی تصورات میں مبتلا ہو جائیں گے کہ جس کا نتیجہ عقل کے ماؤف ہونے کے سوا اور کچھ نہیں نکل سکتا' شرلک ہومز کو تمام دنیا میں جو غیر معمولی عظمت حاصل ہوئی ہے وہ بھی تو جاسوسی ناول لکھنے والا انسان تھا' لیکن اس کی جاسوسی کہانیاں دنیا کی ان زبانوں میں ترجمہ ہوئی ہیں کہ آج تک کسی دوسرے مصنف کی اس طرز کی کہانیاں دوسری زبانوں میں اس طرح ترجمہ نہیں کی گئیں' جس طرح شیکسپئر کے نام پر انگریز قوم فخر کرتی ہے یہ محض اس لئے ہے کہ اس کے استدلال میں معقولیت تھی اگرچہ کہانیاں فرضی تھیں' اسی لئے اس قسم کی جاسوسی کہانیاں بچوں کو ضرور پڑھائی جائیں جس سے استدلال کی قوتیں تیز ہوں لیکن احمقانہ جاسوسی کہانیاں تو استدلال کی قوتوں کو پہلے سے تیز کرنے کی بجائے ماؤف کر دیا کرتی ہیں۔"

(خطبہ 17۔ فروری 1989ء)

واقفینِ نو کی تربیت میں دیانت پر بہت زور ہونا چاہئے

دیانت پر جیسا کہ میں نے کہا تھا بہت زور ہونا چاہئے۔ اموال میں خیانت کی جو کمزوری ہے۔ یہ بہت ہی بھیانک ہو جاتی ہے اگر واقفین زندگی میں پائی جائے اس کے بعض دفعہ نہایت ہی خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ وہ جماعت جو خالصتاً طوعی چندوں پر چل رہی ہے اس میں دیانت کو اتنی غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ گویا دیانت کا ہماری شاہ رگ کی حفاظت سے تعلق ہے۔ سارا مالی نظام جو جماعت احمدیہ کا جاری ہے وہ اعتماد اور دیانت کی وجہ سے جاری ہے۔ اگر خدانخواستہ جماعت میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ واقفین زندگی اور سلسلہ کے شعبہ اموال میں کام کرنے والے خود بددیانت ہیں تو ان کو چندے دینے کی جو توفیق نصیب ہوتی ہے اس توفیق کا گلا گھونٹا جائے گا۔ لوگ چاہیں گے بھی تو پھر بھی ان کو واقعتاً چندہ دینے کی توفیق نہیں ملے گی۔ اس لئے واقفین کو خصوصیت کے ساتھ مالی لحاظ سے بہت ہی درست ہونا چاہئے۔

واقفینِ نو کو عربی سکھائیں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

جہاں تک زبانوں کا تعلق ہے۔ سب سے زیادہ زور شروع ہی سے عربی زبان پر دینا چاہئے کیونکہ ایک مربی عربی کے گہرے مطالعہ کے بغیر اور اس کے باریک در باریک مفاہیم کو سمجھے بغیر (کلام الٰہی) اور احادیث سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے بچپن ہی سے عربی زبان کے لئے بنیاد قائم کرنی چاہئے اور جہاں ذرائع میسر ہوں اس کی بول چال کی تربیت بھی دینی چاہئے۔ قادیان اور ربوہ میں ایک زمانے میں جب ہم طالب علم تھے عربی زبان کی طرف تو توجہ تھی لیکن بول چال کا محاورہ نہیں سکھایا جاتا تھا یعنی توجہ سے نہیں سکھایا جاتا تھا۔ اس لئے اس کا بھی ایک نقصان بعد میں سامنے آیا۔ آج کل جو رواج ہے کہ بول چال سکھائی جا رہی ہے لیکن زبان کے گہرے معانی کی طرف پوری توجہ نہیں کی جاتی اس لئے بہت سے عرب بھی ایسے ہیں اور تجارت کی غرض سے عربی سیکھنے والے بھی ایسے ہیں جو زبان بولنا تو سیکھ گئے ہیں لیکن عربی کی گہرائی سے ناواقف ہیں اور اس کی گرائمر پر عبور نہیں ہے۔ پس اپنی واقفین نسلوں کو ان دونوں پہلوؤں سے متوازن تعلیم دیں۔

واقفینِ نو کی نگہداشت اور پرورش

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع خطبہ 89-2-17 میں فرماتے ہیں۔

اگر ہم سب اپنی آئندہ واقفین نسلوں کی نگہداشت کریں اور ان کی پرورش کریں ان کو بہترین واقف بنانے میں مل کر جماعتی لحاظ سے اور انفرادی لحاظ سے سعی کریں تو میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ صدی کے اوپر جماعت احمدیہ کی اس صدی کی نسلوں کا ایک ایسا احسان ہو گا کہ جسے وہ ہمیشہ جذبہ تشکر اور دعاؤں کے ساتھ یاد کریں گے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

واقفین کی تیاری کے سلسلہ میں ان کی بدنی صحت کا بھی خاص طور پر خیال ضروری ہے' وہ واقفین جو مختلف عوارض کا شکار رہتے ہیں' اگرچہ بعض ان میں سے خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر غیر معمولی خدمت بھی سرانجام دے سکتے ہیں لیکن بالعموم صحت مند واقفین بیمار واقفین کے مقابل زیادہ خدمت کے اہل ثابت ہوتے ہیں' اس لئے بچپن ہی سے ان کی صحت کی بہت احتیاط نگہداشت ضروری ہے' پھر ان کو مختلف کھیلوں میں آگے بڑھانے کی باقاعدہ کوشش کرنی چاہئے' ہر شخص کا مزاج کھیلوں کے معاملے میں مختلف ہے۔ پس جس کھیل سے بھی کسی واقف بچے کو رغبت ہو اس کھیل میں حتی المقدور کوشش کے ساتھ ماہرین کے ذریعہ اس کو تربیت دلانے کی کوشش کرنی چاہئے' بعض دفعہ ایک ایسا مربی جو کسی کھیل میں مہارت رکھتا ہو محض اس کھیل کی وساطت سے لوگوں پر کافی اثر و رسوخ قائم کر لیتا ہے اور نوجوان نسلیں اس کے ساتھ خاص طور پر وابستہ ہو جاتی ہیں۔ پس ہم تربیت کا کوئی بھی رستہ اختیار کریں چونکہ ہماری نیتیں خالص ہیں اس لئے وہ رستہ خدا ہی کی طرف جائے گا۔"

(خطبہ 17۔ فروری 1989ء)

واقفینِ نو کو کم از کم تین زبانوں کا ماہر بنانا ہوگا

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع 89-2-17 میں فرماتے ہیں۔

جہاں تک دنیا کی دیگر زبانوں کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے اکثر اہم ممالک میں ایسی احمدی نسلیں تیار ہو رہی ہیں جو مقامی زبان نہایت شستگی کے ساتھ اہل زبان کی طرح بولتی ہیں اور یہاں ہالینڈ میں بھی ایسے بچوں کی کمی نہیں ہے جو باہر سے آنے کے باوجود ہالینڈ کی زبان ہالینڈ کے باشندوں کی طرح نہایت شستگی اور صفائی سے بولنے والے ہیں۔ لیکن افسوس یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ ان کا اردو کا معیار ویسا نہیں رہا۔ چنانچہ بعض بچوں سے جب میں نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ ہالینڈش زبان میں تو وہ بہت ترقی کر چکے ہیں لیکن اردو زبان میں عبور خاصہ قابل توجہ ہے یعنی عبور حاصل نہیں ہے اور معیار خاصہ قابل توجہ ہے پس آئندہ اپنی واقفین نسلوں کو کم از کم تین زبانوں کا ماہر بنانا ہو گا۔ عربی اردو اور مقامی زبان۔ پھر ہمیں (-) آئندہ صدی کے لئے اکثر ممالک میں احمدیت یعنی حقیقی (دین حق) کی تعلیم پیش کرنے والے بہت اچھے (مربی) مہیا ہو جائیں گے۔

بقیہ صفحہ 4

ادھر میں خطوط کا مطالعہ کر کے جوابات پر دستخط کر رہا ہوتا ہوں اور ادھر کیسٹس لگا دیتا ہوں۔ اگر ٹیلی ویژن پر کوئی اہم پروگرام آرہا ہے جسے میں دیکھنا چاہوں تو ٹیلی ویژن چلا دیتا ہوں۔ اگر پروگرام کا کوئی حصہ میری وجہ کھینچ لے جسے بغور دیکھنا ضروری ہو تو کیسٹ پلیئر کو بند کر دیتا ہوں لیکن میرا قلم نہیں رکھتا۔ میں بدستور دستخط کرتا رہتا ہوں۔ یہ کام تو بہرحال بلاتوقف جاری رہتا ہے۔ میں جب خط پر نظر دوڑاتا ہوں تو سارے خط کا مضمون اور مفہوم ایک ہی نظر میں ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔ اس کے بعد میں جواب پر دستخط کر دیتا ہوں۔ اس طرح وقت صرف بچتا ہی نہیں بلکہ اس کا نہایت مفید اور دلچسپ استعمال بھی ہو جاتا ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے سے جماعت کے افراد انواع واقسام کی کتب بھی بھیجتے رہتے ہیں یہ مذہبی کتب بھی ہوتی ہیں اور دوسرے مضامین پر مشتمل کتب بھی۔ ارسال کرنے والوں کو بعض کتب پسند آتی ہیں وہ سوچتے ہیں کہ شاید مجھے بھی پسند آئیں بسا اوقات یہ کتب واقعات عالم، سیاست اور مقامی حالات کے تجزیوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ربوہ کے تجربہ کو مد نظر رکھ کر ہم نے یہاں لندن سے بھی ماہرین کی ایک پہلی سی مطالعاتی ٹیم تیار کرلی ہے یہ لوگ اپنی اپنی جگہ اپنے مخصوص عملی میدان میں سند کا درجہ رکھتے ہیں کم از کم میں تو ان کی رائے کو وقیع اور مستند خیال کرتا ہوں۔ یہ لوگ میرے لئے مختلف کتب کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں دوران مطالعہ وہ زیر نظر کتب پر قابل ذکر اور اہم مقامات پر نشان لگا دیتے ہیں۔ اس طرح میں ہر ہفتے بہت سی کتب کا بالواسطہ مطالعہ کرلیتا ہوں اور میرے ذہن میں مختلف ممالک کے متعلق تازہ ترین معلومات کا ایک بیش بہا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے۔ اگر کسی خاص امر کے بارہ میں مجھے ذاتی طور پر علم ہو تو میں متعلقہ مصنف کی معلومات اور رائے کا تنقیدی نظر سے جائزہ لینے کی کوشش کرتا ہوں۔ چنانچہ اگر کسی واقعہ یا شخصیت کے متعلق مصنف کی معلومات، طرز فکر اور رائے کو اپنی معلومات اور سوچ اور رائے کے مطابق محسوس کروں تو میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دیگر امور کے بارے میں بھی اس مصنف کے جائزوں اور خیالات کو عام طور پر درست اور وقیع خیال کروں"۔

احمدیہ ٹیلی ویژن کی نشریات دیکھنے والے اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ پیارے آقا کی نصائح تقاریر وغیرہ کے علاوہ علم الابدان کے متعلق آپ کے وسیع مطالعہ اور گہری نظر سے کئے جانے والے تجربات سے استفادہ کرتے ہیں۔ آپ کی اردو کلاس اور بچوں سے ملاقات تو ایسی خاصے کی چیزیں ہیں کہ انہیں دیکھ کر ہی پوری طرح لطف و سرور حاصل کیا جا سکتا ہے بچوں سے بے تکلفی، پیار، باتوں باتوں میں اخلاقی و دینی امور کو ان کے ذہن میں راسخ کر دینا۔ مذہبی امور سے دلچسپی پیدا کرنا خدا نے چاہا تو احمدیت کے بہتر مستقبل کے ضامن بن جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی صحت و عمر میں برکت عطا فرمائے اور غیر معمولی کامیابیوں اور فتوحات سے نوازے۔

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی سوانح حیات
تحدیث نعمت
ملنے کا پتہ
طاہر کمپوزنگ سنٹر، گابا بلڈنگ، رائل پارک، لاہور
فون : 636 6931-631 1931

ضلع جھنگ کا واحد منظور شدہ انٹرنیشنل پی سی او
دن رات آپکی خدمت کیلئے کھلا ہے
اندرون ملک و بیرون ملک
فوری کال کیلئے
فون : 212311
معلومات کیلئے
رابطہ نمبر 21911
المصوّر ED
پبلک کال آفس
ریلوے روڈ ربوہ

خدا سے ڈر پھر جو چاہے کر

ذائقہ بناسپتی
خواجہ عبدالرحمان کمشن ایجنٹ
ڈسٹری بیوٹر : ذائقہ بناسپتی گھی
نمک منڈی۔ راولپنڈی
دوکان : 051-556842
051-72551
رہائش : 051-428735

پولرائیڈ فوٹوز۔ سامان فوٹو گرافی۔ فوٹو سٹیٹ۔
یادگار فوٹو گراف اور کلر فلموں کی ڈویلپنگ و پرنٹنگ
کیلئے تشریف لائیں۔
پروپرائٹر
فوٹو مارکیٹ ربوہ
فون 736

احمدی احباب کیلئے خصوصی رعایت
سرمد جیولرز
دوکان نمبر 4
عمر مارکیٹ ذیلدار روڈ
اچھرہ لاہور

• شٹر گیٹ
• چینل گیٹ
• گرل
• ریلنگ
• پائپ ونڈوز وغیرہ
النور سٹیل ڈیکوریٹرز
مینجنگ پارٹنر : اشفاق احمد
آئی اینڈ ٹی سنٹر
G-9/4 عقب بلیو سٹار ہوٹل
اسلام آباد
فون : 051-256158

• معیاری سلائی جدید ترین فیشن کے مطابق • عمدہ کپڑے کی مکمل وارنٹی
• دوسرے شہروں و ممالک کیلئے پارسل سروس کی سہولت
سُپر ٹیلرز اینڈ فیبرک ہاؤس
فون : 051-810585
فیکس 051-826934
زیرنگرانی : محمد منور ملک
دوکان 1 بلاک B-6
سپر مارکیٹ اسلام آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان - ایک بابرکت بستی

المحرابؑ (لجنہ اماء اللہ کراچی) جس کی ادارت کے فرائض محترمہ امتہ الباری ناصر نے ادا کئے تھے میں قادیان سے متعلق ایک تفصیلی مضمون شائع ہوا۔ اس کے کچھ حصے قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

"بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں بٹالہ کے قریب ایک قصبہ قادیان آباد ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مورث اعلیٰ حضرت مرزا ہادی بیگ 1540 عیسوی میں مغل بادشاہ محمد ظہیر الدین بابر کے عہد حکومت میں 200 نفوس کے ہمراہ جو سارے خدام اور اہل و عیال میں سے تھے ایک معزز رئیس کی حیثیت سے سمرقند سے ہندوستان کے اس علاقے میں داخل ہوئے۔ یہ علاقہ لاہور سے پچاس کوس شمال مشرق میں جنگل کی صورت میں موجود تھا۔ آپ نے یہاں اسلام پور کے نام سے ایک ریاست کی بنیاد ڈالی جو 1802ء تک قائم رہی۔ اسلام پور قاضی ماجھی کہلانے والی ریاست حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پڑدادا مرزا گل محمد کے زمانے میں بھی پچاسی گاؤں پر مشتمل تھی۔ سکھوں کے مسلسل حملوں کی وجہ سے اکثر علاقے ہاتھ سے جاتے رہے۔

اپنے دینی ماحول کی وجہ سے یہ بستی اس علاقہ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی تھی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پڑدادا مرزا گل محمد کے زمانہ میں ایک سو کے قریب علماء صلحاء اور حفاظ قرآن قادیان میں موجود تھے۔ جن کے وظیفے مقرر تھے۔ متعلقین اور ملازمین میں سے ہر ایک پنجگانہ (عبادت) کا عادی تھا۔ حتیٰ کہ چکی پیسنے والی عورت بھی (عبادتوں) کے ساتھ قبل از فجر کی عبادت کا التزام کرتی تھی۔ گردو نواح کے اکثر افغان مسلمان بوجہ یہاں کے لوگوں کے تقویٰ اور طہارت کے اس کو (نیک بستی) کہتے تھے۔ یہ بستی پرامن اور مبارک جگہ تصور کی جاتی تھی۔ جہاں سچائی تقویٰ اور عدل کا دور دورہ تھا۔

آپ کے دادا مرزا عطا محمد صاحب کے زمانے میں مشیت ایزدی کے تحت اس علاقہ میں سکھ غالب آ گئے۔ اور آپ کے قبضہ میں صرف قادیان کی بستی رہ گئی۔ جو ایک قلعہ کی صورت میں تھی۔ جس کے چار برج تھے۔ ان پر نگہبانی کے لئے اپنی فوج کے سپاہی اور چند توپیں بھی تھیں۔ فصیل 22 فٹ چوڑی تھی جس پر تین چھکڑے بآسانی چل سکتے تھے۔ اردگرد وسیع اور گہری خندق تھی جو بعد میں پانی بھر جانے کی وجہ سے ڈھاب کے نام سے مشہور ہوئی۔ سکھوں کے ایک گروہ رام گڑھیا نے دھوکے سے قادیان پر بھی قبضہ کرلیا اور خوبصورت مساجد اور رہائشی مکانات مسمار کر دیئے۔ باغوں کو کاٹ دیا اور وہاں موجود کتب خانہ جلا دیا۔ قادیان کے لوگ جن میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگ بھی شامل تھے ملک بدر کر دیئے گئے۔

سکھ حکمران مہاراجہ رنجیت سنگھ کے آخری زمانہ میں آپ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو قادیان کے پانچ گاؤں واپس مل گئے۔ اس علاقے کا نام وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلام پور قاضی سے صرف قاضی رہ گیا جو یہاں کے لوگوں کے استعمال میں قادی اور پھر قادیان ہوگیا۔

اس بظاہر معمولی سی اور زمانے کی گردشوں سے روندی ہوئی بستی میں دنیاوی لحاظ سے اہمیت رکھنے والی کوئی خصوصیت نہ تھی مگر اس کو خالق ارض و سما کی پیار کی نگاہوں نے نئی دنیائیں تخلیق کرنے والی بنیادی اینٹ بنا دیا۔

1947ء میں برصغیر کی تقسیم کے وقت قادیان کا علاقہ بھارت کے حصہ میں آیا۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت الثانی نے احمدیت کے دائمی مرکز کو آباد رکھنے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ پاکستان کی طرف نقل مکانی کے وقت آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سینکڑوں احمدی احباب نے حفاظت مرکز کے لئے قادیان میں رہائش کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ بالآخر آپ کی منظوری سے 313 احباب نے قادیان میں سکونت اختیار کی جن کو درویشان قادیان کا لقب دیا گیا۔ مشرقی پنجاب کی ہزاروں مساجد مقدس مقامات دینی تنظیموں کے مراکز اجڑ گئے جبکہ قادیان کا سفید منارہ شہر میں صدائے حق مسلسل بلند کرتا رہا۔ اہل قادیان کو کل رقبہ کا صرف تیسواں حصہ ملا۔ اہم عمارات احمدیوں کے پاس ہی رہیں جن کی مرمت دیکھ بھال توسیع اور تزئین کا کام آج بھی جاری رہتا ہے۔ اس وقت وہاں کثیر تعداد میں احمدی آباد ہیں لیکن غالب اکثریت ہندوؤں اور سکھوں کی ہے۔ ہندوستان کے مختلف شہروں میں قائم احمدیہ جماعتوں کا مرکز یہی پرامن بستی ہے۔

احمدیوں کے مقامی آبادی سے اچھے روابط ہیں قادیان ہمیشہ آباد رہنے کے لئے وجود میں آیا ہے گردش ایام کی سختیاں اس کی ترقی میں روک نہیں بن سکتیں کیونکہ اس کے ساتھ خداتعالیٰ کے خاص سلوک کے پیار بھرے وعدے ہیں۔...

قادیان کے چند تاریخی مقامات کا تعارف

بیت الفکر یہ وہ مبارک کمرہ ہے جس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ابتدائی ایام میں تالیف و تصنیف کے کام میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور جہاں آپ نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی۔

بیت الدعا بیت الفکر سے ملحق یہ حجرہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی خلوت کی دعاؤں کے لئے 13 مارچ 1903ء میں تیار کروایا اور اس کا نام بیت الدعا تجویز فرمایا۔ اور اس کی نسبت خداتعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس بیت الدعا کو امن و سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیرّہ براہین ساطعہ فتح کا گھر بنا دے۔

کمرہ پیدائش حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے آبائی مکان الدار میں واقع یہ وہ مبارک کمرہ ہے جو 13 فروری 1835ء بروز جمعہ فجر کے وقت حضرت صاحب کی ولادت باسعادت کے نتیجہ میں مہبط انوار و برکات ہوا۔

بیت الاقصیٰ و مینارہ یہ وہ بیت ہے جس کا گنبدوں والا حصہ مع اپنے محدود صحن کے حضرت صاحب کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے اپنی وفات سے قریباً 6 ماہ قبل تعمیر کروایا۔ بعدازاں حضرت صاحب کے زمانہ مبارک 1900 عیسوی میں اس کی توسیع اول عہد امامت اولیٰ میں توسیع ثانی اور عہد امامت ثانیہ میں توسیع ثالث عمل میں آئی۔ اس کے وسیع و عریض صحن میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اذن الٰہی کے ماتحت 13 مارچ 1903ء بروز جمعہ اپنے دست مبارک سے مینارے کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس کی تکمیل عہد امامت ثانیہ دسمبر 1916ء میں ہوئی۔

بیت المبارک بیت الفکر سے ملحق اس بیت کی ابتدائی تعمیر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے 1883ء میں فرمائی تھی۔ جماعتی ضروریات کے پیش نظر 1903ء میں اس کی پہلی اور 1944ء میں اس کی دوسری توسیع ہوئی۔

لنگر خانہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانہ مبارک میں حضرت صاحب کی رہائش گاہ ہی لنگر خانہ اور مہمان خانہ کا کام دیتی تھی۔ اس کے بعد سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر 1920ء (عہد امامت ثانیہ) میں لنگر خانہ کے لئے علیحدہ کمرے تعمیر کئے گئے۔ 1921ء، 1922ء میں مزید وسعت دی گئی۔ 1965ء، 1966ء میں پرانی عمارت کو منہدم کرکے جدید بنیادوں پر لنگر خانہ کی موجودہ عمارت معرض وجود میں آئی۔

بیت الریاضت

اس کمرے میں جو مردانہ نشست گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا حضرت صاحب نے اوائل 1875ء میں آٹھ یا نو ماہ تک مسلسل خفیہ روزے رکھے۔ جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عجیب و لطیف مکاشفات سے سرفراز فرمایا۔

بہشتی مقبرہ (1) مزار مبارک حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ الٰہی پیش خبریوں اور مہتم بالشان آسمانی بشارتوں کے تحت معرض وجود میں آنے والے قبرستان بہشتی مقبرہ کی چار دیواری میں واقع حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی آخری آرام گاہ ہے۔ حضرت صاحب کے پہلوئے مبارک میں حضرت امام جماعت الاول کا بھی مزار ہے۔

(2) مقام ظہور قدرت ثانیہ

باغ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں واقع وہ مقام جہاں بھائی عبد الرحمان صاحب قادیانی کی روایات کے مطابق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وصال کے بعد 27 مئی 1908ء کو جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر امامت اولیٰ کی بیعت کی اس کے بعد حضرت امام جماعت الاول نے حضرت صاحب کا جنازہ پڑھایا۔

(3) شاہ نشین

روایات کے مطابق حضرت صاحب شہتوت کے موسم میں جب اپنے باغ میں تشریف لاتے تو اس جگہ رونق افروز ہو کر احباب کی معیت میں تازہ پھل تناول فرماتے۔ اور ساتھ ساتھ دینی اور علمی گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ ابتدا یہ جگہ کچے چبوترے کے طور پر تھی جسے 1972ء میں پختہ بارہ دری کی صورت میں مسقف کر دیا گیا۔

قادیان کے لنگر خانے کے سلسلے میں بعض دلچسپ باتیں

مضامین مظہر میں لکھا ہے کہ جلسہ سالانہ پر مہمانوں کے لئے سرمائی بستروں کی کمی تھی نبی بخش نمبردار نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بستر منگوا کر مہمانوں کو دئے۔ ان بستروں میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بستر بھی چلا گیا۔ حضرت صاحب کے لئے ایک اور بستر منگوایا گیا حضرت صاحب نے فرمایا یہ کسی دوست کو دے دو۔ میرا کیا ہے۔ مجھے تو اکثر رات کو نیند نہیں آتی۔ سردی کی وہ رات حضرت صاحب نے اس طرح گزاری کہ ایک صاحبزادے پر جو غالباً حضرت امام جماعت الثانی تھے ایک مشتری چوغہ اوڑھایا ہوا تھا۔ اور خود حضرت صاحب بغلوں میں ہاتھ دئے بیٹھے تھے۔ اور اس طرح وہ رات گزر گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت اماں جان کی سیرت میں حضرت صاجزادہ میاں بشیر احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ شروع میں سب لوگ لنگر سے ہی کھانا کھاتے تھے۔ خواہ مہمان ہوں یا یہاں مقیم ہو چکے ہوں۔ مقیم لوگ بعض اوقات اپنی پسند کی کوئی خاص چیز اپنے گھروں میں پکا لیتے تھے۔ مگر حضرت صاحب کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ اگر ہو سکے تو ایسی چیزیں بھی ان کے لئے آپ ہی کی طرف سے تیار ہو کر جاویں۔ اور آپ کی خواہش رہتی تھی کہ جو شخص جس قسم کے کھانے کا عادی ہو اس کو اسی قسم کا کھانا دیا جا سکے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ملفوظات میں ہے۔

"ایک دفعہ مارچ 1905ء کے مہینے میں بوجہ قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی۔ کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی' اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی 5۔ مارچ 1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا کہ آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت کام آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا۔

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی فرماتے ہیں میری آنکھ نے پھر ایک حیرت افزا چیز دیکھی جو کانوں کے ذریعہ پیش ہوئی تھی۔ حضرت اماں جان بنفس نفیس لنگر خانہ میں تشریف لے جاتی ہیں اور وہاں کے انتظامات کو دیکھتی ہیں اور اپنی تسلی کرتی ہیں۔ پھر اپنے ذاتی اخراجات سے ایک پلاؤ کی دیگ مہمان خواتین کے لئے تیار کرواتی ہیں۔ سوال پلاؤ کی ایک دیگ کا نہیں اکرام ضیف کے اس وصف کا ہے جیسے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زوجیت کے ساتھ آپ کو ملا۔ مہمانوں کی خاطر و تواضع کے متعلق حضرت اماں جان کی سیرت کا باب بہت وسیع اور اس کی شاندار مثالیں بے شمار ہیں۔ پھر یہی نہیں آپ سٹیشن پر تشریف لے جاتی ہیں اور اپنی موٹر کو اس وقت مہمان عورتوں کو شہر لے جانے کے لئے پیش کر دیتی ہیں اور خود سٹیشن پر کھڑی رہتی ہیں۔

محترم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ لاہور حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے متعلق رقم طراز ہیں (1961ء)۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ لنگر خانہ میں روٹی ختم ہو چکی تھی۔ اور سیالکوٹ کے کسی معزز زمیندار نے کھانا کھانا تھا۔ اس نے آپ کے پاس شکایت کی کہ روٹی ختم ہو چکی ہے اور مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ اسی وقت اس کے ساتھ لنگر خانہ تشریف لے گئے کھانے کی میز پر کافی تعداد میں بکھرے ہوئے بچے کھچے ٹکڑے پڑے تھے۔ ان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ چوہدری صاحب کھانا تو موجود ہے۔ آیئے میں اور آپ دونوں کھائیں۔ چنانچہ آپ نے بعض ٹکڑے اکٹھے کر لئے اور پہلے خود کھانا شروع کر دئے۔ سالن تو موجود تھا ہی۔ روٹی کے قائم مقام ٹکڑے جمع ہو گئے۔ آپ کو دیکھ کر اس معزز مہمان نے بھی وہ ٹکڑے کھانا شروع کر دئے۔ محترم شیخ عبدالقادر صاحب کا یہ بیان الفرقان کے ستمبر اکتوبر 1961ء کے شمارے میں شائع ہوا۔

حضرت امام جماعت الثالث نے ایک خطبہ میں فرمایا:۔

ایک دفعہ لنگر خانے میں رات کو بارش ہو گئی۔ نان بائی اور پیڑے بنانے والی عورتیں ایک دم اٹھ کر اندر کو بھاگیں۔ کام رک گیا بڑی پریشانی ہوئی۔ میں نے سب خدام و اطفال' بچوں بوڑھوں بڑوں کو بلایا اور کہا کہ جس کو جو چیز میسر آتی ہے وہ اٹھائے اور ان نان بائیوں کے سر پر چھتری کے طور پر پکڑے رہے۔ بارش اس کو نہ بھگوئے۔ چنانچہ پھر کام شروع ہو گیا۔ اور ساری رات قریباً اسی طرح گزری۔ صبح کو مجھے ایک مولوی صاحب ملے۔ مجھے دیکھتے ہی بھاگ کر مجھ سے لپٹ گئے۔ اور چھوٹتے ہی کہا میں نے بیعت کر لی ہے۔ میں حیران ہوا کہ یہ تو بڑے کٹر اور متعصب قسم کے شخص تھے اور سندھ میں (مخالفین۔ ناقل) کے پیش رووں میں سے تھے۔ ان کی کایا کیسی پلٹی انہوں نے بتایا کہ جب رات کو بارش ہوئی تو میں یہ دیکھنے آیا کہ دیکھیں اب احمدی کیا کرتے ہیں میں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ افسر ماتحت کارکن سب کنالیاں اور پراتیں لے کر نان بائیوں کو بارش سے بچا رہے ہیں یہ نظارہ دیکھ کر میری ایسی کایا پلٹ گئی میں نے کہا کہ میں لازماً بیعت کروں گا۔ میں نے باقی رات بڑی بے چینی سے کاٹی اب صبح بیعت کر کے آ رہا ہوں۔ (حضرت صاحب اس وقت افسر جلسہ تھے)۔

وقفِ جدید

وقف جدید حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے باون سالہ دور امامت کی آخری تحریک ہے آپ نے 9 جولائی 1957ء کو عید کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے احباب جماعت کے سامنے بغیر نام لئے ایک عظیم الشان اور دور رس نتائج کی حامل تحریک کا اعلان فرمایا اور اس کے خدوخال بیان فرمائے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر 27 دسمبر 1957ء کو وقف جدید کی مزید تفصیلات بیان فرمائیں اور احباب جماعت کے نام ایک اہم پیغام میں وقف جدید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ کام خدا کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں۔ کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے تو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا۔ جو میرا ساتھ نہیں دے رہے۔ اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا"

(الفضل 7 جنوری 1958ء)

" جب روپیہ زیادہ آنا شروع ہو گیا اور نوجوان بھی زیادہ تعداد میں آگئے اور انہوں نے ہمت کے ساتھ جماعت کو بڑھانے کی کوشش کی تو جماعت کو پتہ لگ جائے گا کہ یہ سکیم کیسی مبارک اور پھیلنے والی ہے"

(الفضل 16 جنوری 1958ء)

یہ تحریک (وقف جدید) جس قدر مضبوط ہوگی اسی قدر خدا تعالیٰ کے فضل سے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے چندوں میں اضافہ ہو گا کیونکہ جب کسی کے دل میں نور ایمان داخل ہو جائے تو اس کے اندر مسابقت کی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ نیکی کے ہر کام میں حصہ لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

(الفضل 5 جنوری 1962ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے وقف جدید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا

کوشش ہونی چاہئے اس میں تعداد زیادہ ہو۔ کثرت کے ساتھ احمدی بچے عورت بوڑھے نوجوان اس میں شامل ہوں .... وقف جدید کے چندہ میں زیادہ سے زیادہ شمولیت اختیار کریں۔

(از ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ جنوری 1986ء)

یہ تحریک اللہ نے چاہا تو ایک لمبی چلنے والی تحریک ہے۔ اور بہت ہی نتیجہ خیز ثابت ہوگی۔

میں امید رکھتا ہوں کہ وہ جماعتیں جو اس تحریک کے فوائد سے غافل رہنے کی وجہ سے اس میں ہلکا سا حصہ لیتی رہی ہیں اب اس تحریک میں پہلے سے بڑھ کر حصہ لیں گی۔ اور آخر پر یہ بات یاد دہانی کے طور پر کہتا ہوں کہ اپنے بچوں کو کثرت سے اس میں شامل کریں۔ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ کوئی احمدی بچہ ایسا نہ رہے جو وقف جدید میں شامل نہ ہو .... میں سمجھتا ہوں کہ (۔) تعداد بڑھائی جائے اور تھوڑا تھوڑا چندہ بھی بچے اور بعض نئے شامل ہونے والے پیش کریں"

(الفضل 11 جنوری 1989ء)

چندہ کی شرح حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے وقف جدید کے آغاز میں چندہ وقف جدید کے سلسلہ میں احباب جماعت کو تاکید فرمائی کہ احباب جماعت اپنی مالی استطاعت کے مطابق مالی قربانی کریں۔ آپ نے اس سلسلہ میں فرمایا۔

"جو وعدے وقف جدید کی امداد کے لئے آ رہے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ 6 روپے سالانہ چندہ انتہائی حد ہے مگر یہ بات غلط ہے اتنی بڑی سکیم چلانے کے لئے لاکھوں روپے کی ضرورت ہے...... دوستوں کی اطلاع کے لئے میں یہ شائع کرتا ہوں کہ جس کی توفیق ہو وہ 12 روپے سالانہ دے سکتا ہے۔ جس کی توفیق 50 روپے سالانہ دینے کی ہو وہ 50 روپے سالانہ دے سکتا ہے۔ دوستوں کو ہدایت دینے کے لئے یہ بات کافی تھی کہ میرا چندہ 600 روپے شائع ہو چکا ہے اور چھ سو چھ سے سو گنا زیادہ ہے پس جن کو توفیق تھی وہ بارہ لکھوا سکتے تھے۔ پچیس روپے لکھوا سکتے تھے۔ میرا ارادہ ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے تو بجائے چھ سو کے چھ ہزار یا اس سے بھی زیادہ دوں.... ممکن ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے تو میرا اس تحریک کا چندہ 25/24 ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہو جائے۔

(الفضل 15 جنوری 1958ء)

شروع میں یہ غلطی ہوئی کہ جماعت نے یہ سمجھا کہ چھ روپے آخری حد ہے۔ اس لئے جو شخص ایک ہزار روپیہ تک بھی اس تحریک میں دے سکتا تھا اس نے چھ روپے کا وعدہ لکھوا دیا۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں تھا۔ کہ اس تحریک میں صرف چھ روپے دے کر ہی حصہ لیا جائے۔ بلکہ کم از کم چھ روپیہ کی رقم دے کر تحریک میں حصہ لیا جا سکتا تھا۔ لیکن جماعت کے دوستوں نے اسے زیادہ سے زیادہ رقم قرار دے لیا۔ اور اس کے مطابق وعدے لکھوانے شروع کر دیئے۔ اب بعض وعدے ایسے بھی آ رہے ہیں۔ جن سے پتہ لگتا ہے کہ جماعت کے افراد پر یہ بات واضح ہو گئی ہے اور وہ اسے سمجھ رہے ہیں۔ چنانچہ اب چھ روپیہ سے زیادہ کے وعدے بھی آ رہے ہیں۔ لیکن جب یہ بات پوری طرح واضح ہو جائے گی۔ تو ایسے دوست بھی نکل آئیں گے جو مثلاً پانچ سو یا چھ سو روپیہ سالانہ دے دیں اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو اور پھیلائے گا تو ایسے مال دار بھی نکلیں گے جو اکیلے ہی اپنی طرف سے اس تحریک میں ہزار ڈیڑھ دو ہزار روپیہ چار ہزار روپیہ بھی دے دیں۔

(الفضل 22 جنوری 1958ء)

پس میں احباب جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی طرف پوری توجہ دیں اور اس کو کامیاب بنانے میں پورا زور لگائیں اور کوشش کریں کہ کوئی فرد جماعت ایسا نہ رہے جو صاحب استطاعت ہوتے ہوئے اس چندہ میں حصہ نہ لے"

(الفضل 17 فروری 1960ء)

ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
اکسیر اولاد نرینہ
۲۵۰/-
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
NASIR ناصر
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX· 534

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدہ نسیم سعید

خصوصی دعاؤں کا ثمرہ۔ حضرت امام جماعت الرابع

دنیا میں کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جن کی حیثیت الگ الگ ہوتی ہے اور کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جن کا ایک دوسرے سے تعلق ہوتا ہے اسی طرح کچھ دعائیں وقتی پوری ہونے کی ہوتی ہیں اور کچھ دعائیں لمبا عرصہ پے در پے مانگی جاتی ہیں۔ جو بظاہر کسی ایک فرد کے لئے یا جماعت کے لئے مانگی جاتی ہیں۔ بعض دعائیں وقتی طور پر اسی طرح پوری ہوتی نہیں دکھائی دیتیں لیکن خدا تعالیٰ ان کو اسی وجود کے لئے کسی اور انداز میں قبول فرماتا ہے جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں "جو شخص دعا کو کمال تک پہنچا دے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور خوش حالی پاتا ہے اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا۔"

(ایام الصلح ص 9)

حضرت امام جماعت الثانی 24 جولائی 1944ء کو حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ سے اپنے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "دنیا میں بعض اعمال بظاہر متفرق کڑیاں معلوم ہوتے ہیں اور بعض اعمال ایک زنجیر کی طرح چلتے ہیں۔ آج جس واقعہ کا میں ذکر کرتا ہوں وہ بھی اس زنجیر کی قسم کے واقعات میں سے ہے آج سے 38 سال قبل ایک واقعہ یہاں ہوا تھا۔ ہمارا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کا نام مبارک احمد تھا.... 1907ء میں وہ بیمار ہو گیا... اس کی بیماری کے ایام میں کسی شخص نے خواب دیکھا کہ مبارک احمد کی شادی ہو رہی ہے... بعض معبرین کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر ایسے خواب کو ظاہری صورت میں پورا کر دیا جائے۔ تو بعض دفعہ یہ تعبیر ٹل جاتی ہے... اس لئے حضرت (بانی سلسلہ) نے فرمایا آؤ مبارک احمد کی شادی کر دیں۔"

(سیرۃ ام طاہر ص 14، 15)

ان ہی دنوں ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اور ان کی بیگم جو نہایت مخلص فدائی احمدی اور نہایت مستجاب الدعوات جوڑا تھا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "وہ نہایت درجہ نیک اور پاک نفس بزرگ تھے حتیٰ کہ ایک روایت کے مطابق خود حضرت (بانی سلسلہ) نے ایک دفعہ ان کے خاندان کے متعلق بہشتی ٹبر کے الفاظ استعمال فرمائے تھے۔"

(سیرۃ ام طاہر صفحہ ص 203)

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کو علم تھا کہ صاحبزادہ مبارک احمد مہلک بیماری میں مبتلا ہیں لیکن جب حضرت بانی سلسلہ نے ان کی دو ڈھائی سالہ بیٹی سیدہ مریم بیگم کے لئے مبارک احمد کے رشتے کا پیغام دیا تو دونوں میاں بیوی نے دلی خلوص اور صمیم قلب سے قبول کیا چنانچہ آٹھ سالہ مبارک احمد کا نکاح ڈھائی سالہ سیدہ مریم بیگم سے ہو گیا۔ اور چند دن بعد مریم بیگم بیوہ ہو گئیں۔

حضرت بانی سلسلہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یاد نہیں کسی نے ایک پیسہ بھی دیا ہو اور میں نے اس کے لئے دعا نہ کی ہو۔ کیا ہی شان ہے کہ حضرت ایک پیسہ دینے والے کا بھی شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا دیتے ہیں تو ننھی بچی مریم کے چند دن بعد بیوہ ہو جانے پر کس قدر درد سے دعائیں کی ہوں گی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں "حضرت اماں جان کو وصیت فرمائی کہ یہ لڑکی اب ہمارے نام کی ہو چکی ہے اب اسے کسی دوسری جگہ نہ جانے دینا بلکہ ہمارے تینوں لڑکوں میں سے ہی کوئی لڑکا اس سے شادی کرے"

(سیرۃ سیدہ ام طاہر ص 204)

اسی طرح مستجاب الدعوات والدین کے سامنے ننھی بیوہ بچی گھومتی پھرتی ہو گی تو کس قدر دعاؤں کا باعث بنتی ہو گی۔ چنانچہ حضرت امام جماعت الثانی کے دل میں خدا تعالیٰ نے تحریک ڈالی آپ فرماتے ہیں "دن کے بعد دن اور سالوں کے بعد سال گزر گئے اور ہمارے دماغوں سے مریم کا نام بھی مٹ گیا"

(سیرۃ سیدہ ام طاہر ص 204)

1917ء یا 1918ء کی بات ہے کہ سیدہ مریم بیگم پر حضرت صاحب کی نظر پڑی جو حضرت امۃ الحی بیگم صاحبہ کے ہاں آئی ہوئی تھیں حضرت صاحب نے پوچھا یہ لڑکی کون ہے انہوں نے جواب دیا آپ کی بھاوج مریم بیگم ہیں۔ حضرت صاحب نے معلومات لیں کہ کیا ان کا نکاح ہو گیا ہے تو جواب ملا ہمارے یہاں بیوہ کا نکاح نہیں کرتے ہاں اگر حضرت صاحب کے خاندان میں رشتہ مل جائے گا تو کر دیں گے۔ حضرت صاحب نے اپنے دونوں بھائیوں سے پوچھا کہ کوئی ان سے رشتہ کرے لیکن جواب نفی میں ملا۔ تب حضرت امام جماعت الثانی نے حضرت بانی سلسلہ کے ارشاد کی تعمیل میں 7 فروری 1921ء کو ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کے حضرت امام جماعت الثانی سے نکاح کا خطبہ پڑھتے ہوئے کہا "اس محبت اور اس عظمت کی وجہ سے جو (-) کی حضرت (بانی سلسلہ) کے دل میں تھی آپ نے سادات کے ساتھ تعلق کو خدا کا بڑا فضل قرار دیا ہے اور بار بار اس کا ذکر کیا ہے۔ جب اس بات کو حضرت (بانی سلسلہ) نے اپنے لئے فضل سمجھا تو آپ کی یہ دعا کہ۔

تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

بتاتی ہے کہ یہ بات آپ کی اولاد کو بھی حاصل ہو گی.... حضرت (بانی سلسلہ) کے آنے کا مقصد کیا تھا یہی کہ جو سلسلہ ہدایت آپ دنیا کے لئے لائے وہ آپ کے بعد بھی قائم رہے اور دن بدن پھیلتا اور بڑھتا جائے اسی لئے آپ نے یہ دعا کی ہے۔ خدا کے پیاروں کے بعد ان کے دو سلسلے ہوتے ہیں ایک تو ایسے ائمہ جو ان کی نسل سے ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو نسل سے نہیں ہوتے۔ حضرت (بانی سلسلہ) کو چونکہ اشارات سے معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کے قائم مقام آپ کی نسل سے ہوں گے اور ان کے ذریعے وہ مقصد پورا ہو گا جس کے لئے آپ آئے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ ان کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دعا بھی کرتے اور چونکہ حضرت بانی سلسلہ ان فرستادوں میں سے تھے جو خدا ہی کے بلانے سے بولتے ہیں اس لئے جب خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہو کہ اس نیک بندے کی اولاد سے دین کے خادم پیدا ہوں تو خدا ان کے متعلق خود ہی دعا کراتا ہے۔ اسی طرح حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) سے اپنی اولاد کے متعلق دعا کرائی گئی۔

وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

حضرت سید سرور شاہ صاحب کا پورا زور اور ایمان تھا کہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کے بطن سے کوئی خاص اولاد ہو گی چنانچہ آخر میں فرماتے ہیں "میں بوڑھا ہوں۔ میں چلا جاؤں گا مگر میرا ایمان ہے کہ جس طرح سے پہلے 'سیدہ سے خادم دین پیدا ہوئے اسی طرح اس سے بھی خادم دین ہی پیدا ہوں گے۔ یہ مجھے یقین ہے۔ جو لوگ زندہ ہوں گے وہ دیکھیں گے۔"

(خطبہ نکاح بحوالہ الفضل 14 فروری 1921ء کتاب سیرۃ ام طاہر ص 24)

دعا میں سب کی چیخیں نکل رہی تھیں اور گریہ وزاری سے سب کے رخسار تر تھے۔ پھر حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ جو ام طاہر بنیں لجنہ اور احمدی خواتین کی روح رواں تھیں اپنی نیکیوں اور صفات حسنہ کی وجہ سے حضرت صاحب کی بے حد پیاری تھیں۔ 5 مارچ 1944ء کو چار مہینے شدید بیمار رہنے کے بعد فوت ہو گئیں۔ آپ کی بیماری میں حضرت صاحب کے ساتھ ساری جماعت نے بہ گریہ دعاؤں میں کوئی کسر نہ چھوڑی صدقات کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔ مگر یہ تمام دعائیں تقدیر مبرم کو بدل نہ سکیں۔ لیکن دعاؤں کا یہ سلسلہ ان کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہوا بلکہ حضرت امام جماعت الثانی حضرت ام طاہر کی وفات پر چالیس دن ان کی قبر پر دعا کے لئے جاتے رہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "پس چونکہ اس قسم کی دعا کی خاطر میں نے کچھ دن متواتر ام طاہر کی قبر پر جانا تھا اس لئے میں نے سمجھا کہ ساتھ ہی دین حق کی فتوحات کے لئے حضرت بانی سلسلہ کے مزار پر دعاؤں کا سلسلہ شروع کیا جائے حضرت صاحب کے مزار کو دیکھ کر ہمارے اندر رقت پیدا ہو ہم خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ الٰہی یہ وہ شخص ہے جس کے ساتھ تیرا یہ وعدہ تھا کہ میں اس کے ذریعے دین حق کو زندہ کروں گا۔ تیرا وعدہ تھا کہ میں اس کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ تیرا وعدہ تھا کہ دین حق کی فتح میں اس کے ہاتھ پر مقدر کروں گا۔ تیرا وعدہ تھا کہ شیطان اس کے ہاتھ سے آخری شکست کھائے گا۔ اے ہمارے رب یہ تیرے وعدے اس شخص سے تھے جو اب مٹی کے ڈھیر تلے مدفون ہے اور اب ان وعدوں کو پورا کرنا ہمارے ہی ذمے ہے پس اے خدا ہم تجھ سے ان وعدوں کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ ہم ان کاموں کو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہم کمزور ہیں ناطاقت ہیں گناہگار اور خطاکار ہیں ....تو ہماری مدد کو آسمان سے فرشتے نازل فرما۔

حضرت صاحب دعا کی اہمیت کو مزید بتاتے ہوئے فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر یہ انکشاف فرمایا ہے کہ میں ہی حضرت (بانی سلسلہ) کا وہ لڑکا ہوں جس کی نسبت آپ کو یہ خبر دی گئی تھی کہ (دین حق) کی فتوحات اس کے ہاتھ پر ہوں گی تو اس کے بعد میرے لئے ضروری تھا کہ میں دین حق کی فتح کے لئے کوئی روحانی قدم اٹھاتا۔

(خطبہ 10 مارچ 1944 بحوالہ سیرۃ سیدہ ام طاہر ص 251 اور 252)

گویا حضرت امام جماعت الثانی کی دین حق کی سربلندی کے لئے نہایت درجہ درد مندانہ دعاؤں کا باعث حضرت ام طاہر بنیں اور خدا تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے ان کے اکلوتے بیٹے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو) کو دین حق کی سربلندی اور اس کے اطراف عالم میں پھیلنے کے لئے ایک اہم وجود بنایا۔ یعنی عظیم باپ کا عظیم بیٹا۔

اس عظیم بیٹے کی پیدائش کے بعد ان کی والدہ ام طاہر کو ان کی اعلیٰ تربیت کا فکر تھا خود ان کا انداز تربیت پُر جذب، مؤثر اور دلکش تھا جس کا اندازہ آپ کے صاحبزادے کی تحریر سے ہوتا ہے فرماتے ہیں "اکثر ایسا ہوتا کہ جب کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا یا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کوئی واقعہ سامنے آتا تو امی کہہ اٹھتیں دیکھو طاری! اللہ اپنے بندوں سے کتنی محبت کرتا ہے اس کی مثال میں مجھے بعض دفعہ حضرت موسیٰ اور گڈریئے کا قصہ سناتیں اور کچھ اس انداز سے اور اس پیار بھرے لہجے سے خدا کا ذکر کرتیں کہ ہر ہر لفظ گویا محبت کی کہانی ہوتا۔"

(الفضل 14۔ اپریل 1944ء ص 4)

یہ ہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے میں بھی خدا تعالیٰ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے حضرت ام طاہر کی وفات پر مضمون لکھا جس میں لکھا "صاحبزادہ میاں طاہر احمد صاحب کا ایک عجیب واقعہ میں تازیست نہ بھولوں گا۔ 1939ء کی بات ہے.... ایک دن مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے اپنے خالص لب و لہجے کے ساتھ کہا کہ میاں طاہر احمد آپ نے یہ بات نہایت اچھی کہی ہے جس سے میرا دل بہت خوش ہوا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو کچھ انعام دوں۔ بتلائیں آپ کو کیا چیز پسند ہے۔ تو اس بچہ نے جس کی عمر اس وقت ساڑھے دس سال کی تھی برجستہ کہا کہ "اللہ" نیر صاحب حیران ہو کر خاموش ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئے۔ میں نے کہا نیر صاحب اگر طاقت ہے تو اب میاں طاہر احمد کی پسندیدہ چیز دیجئے۔ مگر آپ کیا دیں گے اس چیز کے لینے کے لئے تو آپ خود ان کے والد کے قدموں میں بیٹھے ہیں۔"

(سیرۃ سیدہ ام طاہر ص 183)

صاحبزادہ صاحب کی سیرۃ کے بارے میں آپ کے ماسٹر مکرم محمد ابراہیم صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول (جو بعد میں ہیڈ ماسٹر ہوئے اور کئی سال امریکہ میں دعوت الی اللہ کی خدمت بجالاتے رہے)۔ اپنے مضمون "صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا صبر" کے عنوان سے حضرت ام طاہر کے انتقال پر آپ کے غیر معمولی صبر اور ضبط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "جس قدر صبر' وقار اور رضاجوئی کا طاہر نے اظہار کیا اس کی مثال کم از کم میرے مشاہدہ میں کبھی نہیں آئی اور یہ اس تربیت کا اثر ہے جو اس کی امی نے کی.... متذکرہ صفات کے علاوہ خدا کے فضل سے اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں۔ سردست میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ مہمان نوازی اور ذرہ نوازی ان کی صفات کا خاص خاصہ ہے۔ بزرگوں کا ادب اور اساتذہ کا مناسب لحاظ اور اس کے مطابق ان سے گفتگو کرنے میں بھی طاہر ممتاز ہیں..... میرے لئے تو طاہر کی تلاوت کلام الٰہی ہی جو وہ اپنے قابل فخر عالم باپ کی طرز میں کرتے ہیں کافی سے زیادہ دل لبھانے والی ہے.... باوجود صغر سنی کے خضوع اور تضرع اور گریہ وزاری سے وہ عبادت ادا کرتے ہیں (۔) الغرض طاہر نے اپنی امی اور ابا کے بہت سے اوصاف و محاسن سے معتدبہ حصہ پایا ہے خدا تعالیٰ انہیں ہر لحاظ سے اپنی والدہ ماجدہ کی دعاؤں کا اہل بنائے آمین

(سیرۃ سیدہ ام طاہر ص 66'67)

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ۔ حضرت سیدہ ام طاہر پر اپنے مضمون میں لکھتی ہیں۔ "پھوپھی جان کی نرینہ اولاد صرف عزیز طاہر احمد ہی ہیں۔ آپ ہر وقت تڑپ کر خود دعا کرتیں اور پھر دوسروں سے یہ دعا کرواتیں کہ میرا ایک ہی بیٹا ہے خدا کرے یہ خادم دین ہو میں نے اسے خدا کے رستے میں وقف کیا۔ ہے اللہ تعالیٰ اسے حقیقی معنوں میں واقف بنائے اور پھر آنسوؤں کے ساتھ بار بار یہ جملے دہراتیں۔

"خدایا میرا طاہر تیرا پرستار ہو۔ یہ عابد و زاہد ہو۔ اسے خادم دین بنائیو۔ اسے اپنے عشق (۔) حضرت (بانی سلسلہ) کے عشق میں سرشار رکھیو"

اور میں اکثر سوچتی ہوں کہ عزیز طاہر حقیقی معنوں میں پھوپھی جان کی دعاؤں کا بہترین ثمر ہیں۔ بہت چھوٹی عمر سے ہی یہ نہایت سلیم الطبع' دین کی خدمت کرنے والے اور خدمت خلق کا خاص جذبہ رکھنے والے ہیں۔ اس حد تک کہ رات کو بھی آرام نہیں ملتا۔ بلاامتیاز غریب و امیر سب کے ساتھ عزیز موصوف انتہائی محبت و خلوص سے پیش آتے ہیں بلکہ غریب مخلوق سے زیادہ پیار زیادہ ہمدردی اور دلی خلوص سے پیش آتے ہیں اور پھر اپنی محدود جیب سے اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کا جو زیادہ سے زیادہ حقدار ہے خاص خیال رکھتے ہیں۔

حضرت (امام جماعت الثانی) نے کئی مرتبہ بڑی رقت سے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ "میرا طاہری مریم کی دلی آرزوؤں کا بہترین ثمر ہے ان کو اس بات کی تڑپ تھی کہ ان کا یہ اکلوتا بیٹا صحیح معنوں میں دین کا خادم ہو۔"

..... میں جو کچھ لکھ رہی ہوں اس عزیز داری سے بالکل ہٹ کر لکھ رہی ہوں اس میں ذرہ بھر کسی مبالغہ کو دخل نہیں۔

طاہر جو کچھ دین کی خدمت اور مخلوق خدا کی خدمت دن رات کر رہے ہیں اس قدر بے لوث ہے کہ کیا مجال ذرا بھی اس میں "شو" کا عنصر ہو بالکل خاموش "چپ چاپ" اپنی راہ پر جا رہے ہیں۔ کبھی کسی قسم کا اظہار ہم نے نہیں سنا۔"

(سیرۃ سیدہ ام طاہر ص 178-179)

صاحبزادی امتہ الحکیم صاحبہ جو حضرت سیدہ ام طاہر کی سب سے بڑی اولاد ہیں ان سے میں نے درج ذیل روایت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا "ہاں امی جان کچھ فکرمند اور غمگین سی بیٹھی تھیں کہ حضرت ابا جان نے امی سے کہا کہ تمہارا بیٹا ایک دن (امام) بنے گا۔"

اس بات کا ذکر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع (اللہ کی مدد و نصرت آپ کے ساتھ ہمیشہ رہے) نے مجلس علم و عرفان منعقدہ 14 مئی 1984ء بزبان انگریزی بمقام لندن بھی فرمایا۔ کہ حضرت صاحب نے میری والدہ کو بتایا کہ تمہارا بیٹا (امام) بنے گا" جس کا ذکر حضرت ام طاہر نے مشتاق باجوہ صاحب کی اہلیہ آپا کلثوم صاحبہ سے کیا کہ اگر تمہاری زندگی میں یہ بات پوری ہو جائے تو تم اس بات کا اظہار کرنا ورنہ نہیں۔ حضرت صاحب (امام) منتخب ہو گئے تو آپا کلثوم صاحبہ نے حضرت صاحب کو یہ بات بتائی۔

خدا تعالیٰ کے پیارے جب کوئی بات خصوصاً آنے والے زمانے کی کوئی بڑی بات کہتے ہیں تو وہ خود سے نہیں کہتے بلکہ ان کا عالم الغیب والشہادہ خدا تعالیٰ ان کو بلاتا ہے تو وہ بولتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اپنے مضمون میں اپنی والدہ کی ایک خواہش کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کئی دفعہ حسرت سے یہ کہا کہ تمہاری پیدائش سے بھی پہلے سے میری دو خواہشات تھیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک ایسا لڑکا دے جو حافظ کلام الٰہی بھی ہو۔ اور ڈاکٹر بھی۔ مگر افسوس کہ تم یہ خواہشات پوری کرتے نظر نہیں آتے اور میں یہ حسرت لئے جا رہی ہوں۔"

(سیرۃ سیدہ ام طاہر ص 154)

دنیا آج گواہ ہے کہ ان کی یہ حسرت کہ ان کا بیٹا حافظ کلام الٰہی ہو۔ اور ڈاکٹر ہو خدائے مقتدر سمیع و مجیب نے کس شان سے پوری کیں جس کا تصور انسانی ذہن نہیں کر سکتا۔ آج اس پیاری ماں کا پیارا بیٹا ساری دنیا کو کلام الٰہی سکھا رہا ہے پڑھا رہا ہے دلوں کو کلام الٰہی کے نور سے منور کر رہا ہے اس کی تعلیمات پر عمل کروا رہا ہے۔ اور ڈاکٹر ایسا زبردست جو روحانی شفا کے ساتھ جسمانی شفا سے موت کے منہ سے مریضوں کو نکال رہا ہے اور نہ صرف خود شفا خدا کے حکم سے بخش رہا ہے بلکہ ایک دنیا کو ڈاکٹر بنا رہا ہے اور یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ دعاؤں دعاؤں اور دعاؤں کے نتیجے میں۔

(1) وہ دعائیں جو ڈھائی سالہ بیوہ بہو سیدہ مریم بیگم کے لئے حضرت بانی سلسلہ نے مانگیں۔

(2) وہ دعائیں جو اپنی لاڈلی بیوہ بیٹی کے لئے ان کے مستجاب الدعوات والدین نے مانگیں۔

(3) وہ دعائیں جو حضرت سیدہ مریم بیگم کے نکاح الثانی کے وقت مانگی گئیں۔

(4) وہ دعائیں جو حضرت سیدہ مریم بیگم ام طاہر نے اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے مانگیں اور منگوائیں۔

(5) وہ دعائیں جو حضرت سیدہ ام طاہر کی چار ماہ شدید علالت کے زمانے میں پوری جماعت نے آپ کے عظیم شوہر حضرت امام الثانی کے ساتھ مانگیں۔

(6) وہ دعائیں جو سیدہ ام طاہر کی وفات پر چالیس دن ان کی قبر پر ان کے لئے اور مزار حضرت (بانی سلسلہ) پر دین حق کی فتح و سربلندی کے لئے ساری جماعت اور حضرت امام جماعت الثانی نے مانگیں دعاؤں کا یہ سلسلہ جاری رہا جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت الثانی فرماتے ہیں "آج اگر انہیں دنیا میں آنے کا موقعہ مل جائے اور وہ میرے ذکر الٰہی کے وقت یہ دیکھیں کہ جب خدا تعالیٰ کی سبوحیت بیان کرتے کرتے اس کی پاکیزگی کا احساس میرے تن بدن کو ڈھانپ لیتا ہے تو میرے بدن پر ایک کپکپی آجاتی ہے اور اس سبوحیت کے آخری جلوہ کے وقت میرے منہ سے بے اختیار نکل جاتا ہے کہ اے سبوح خدا! کیا میری مریم کو بھی تو پاک نہیں کر دے گا۔ یا جب اس کی حمد کا ذکر کرتے کرتے ساری دنیا میری نگاہ میں اس کی حمد کے ترانے گانے لگتی ہے اور زمین و آسمان پر حمد ہی حمد کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے تو یکدم میرا جسم ایک جھٹکا کھاتا ہے میرے دل کو ایک دھکا لگتا ہے اور میری زبان پر بے اختیار جاری ہو جاتا ہے اے وہ خدا جس کی حمد ذرہ ذرہ کر رہا ہے کیا میری مریم کو تو اپنی حمد کا مورد نہیں بنائے گا۔"

(سیرۃ سیدہ ام طاہر ص 260)

ہاں آج ساری دنیا گواہ ہے کہ اس عظیم المرتبت مستجاب الدعوات کی دعائیں اس کی پیاری مریم کے حق میں سنی گئیں اس پیارے سبوح خدا نے مریم کو بھی پاک کیا اور اس پیارے خدا نے اپنی حمد کا مورد بھی اس پیاری مریم کو بناتے ہوئے اس کے پیارے فرزند کو پاک و مطاہر بناتے ہوئے اپنی والدہ کے لئے حمد کا مورد بنایا اور آپ واقعی اسم بامسمّٰی "ام طاہر" بن گئیں کیونکہ آج کی دنیا کے پردے پر پاک اور نیک ترین زندہ وجود آپ کے اکلوتے صاحبزادے کی شکل میں نظر آتا ہے۔ آپ کے بطل جلیل ساری دنیا میں دین حق کے عالمگیر غلبے کا علم لئے ہر قریہ ہر گاؤں ہر شہر ہر ملک کو خدائے واحد' خدائے حمید و مجید خدائے سبوح کے لئے فتح کرتے جا رہے ہیں۔ دین حق کی سربلندی کے لئے وہ تمام وعدے وہ تمام بشارتیں جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو آپ کے عظیم پسر کو آپ کے آئمہ کو خدا تعالیٰ نے دیئے۔ آج ہاں آج اسی مریم کے بیٹے کے ذریعے پورے ہو رہے ہیں۔ اور وہ ساری دعائیں پوری ہو رہی ہیں جو آپ کے لئے مانگی گئیں۔

○○○

Al-Furqan Motors (PVT) LIMITED

FOR GENUINE TOYOTA PARTS
47, TIBET CENTRE M.A. JINNAH ROAD KARACHI TELE: 7724606-7-9
AL FURQAN MOTORS (PVT) LTD.

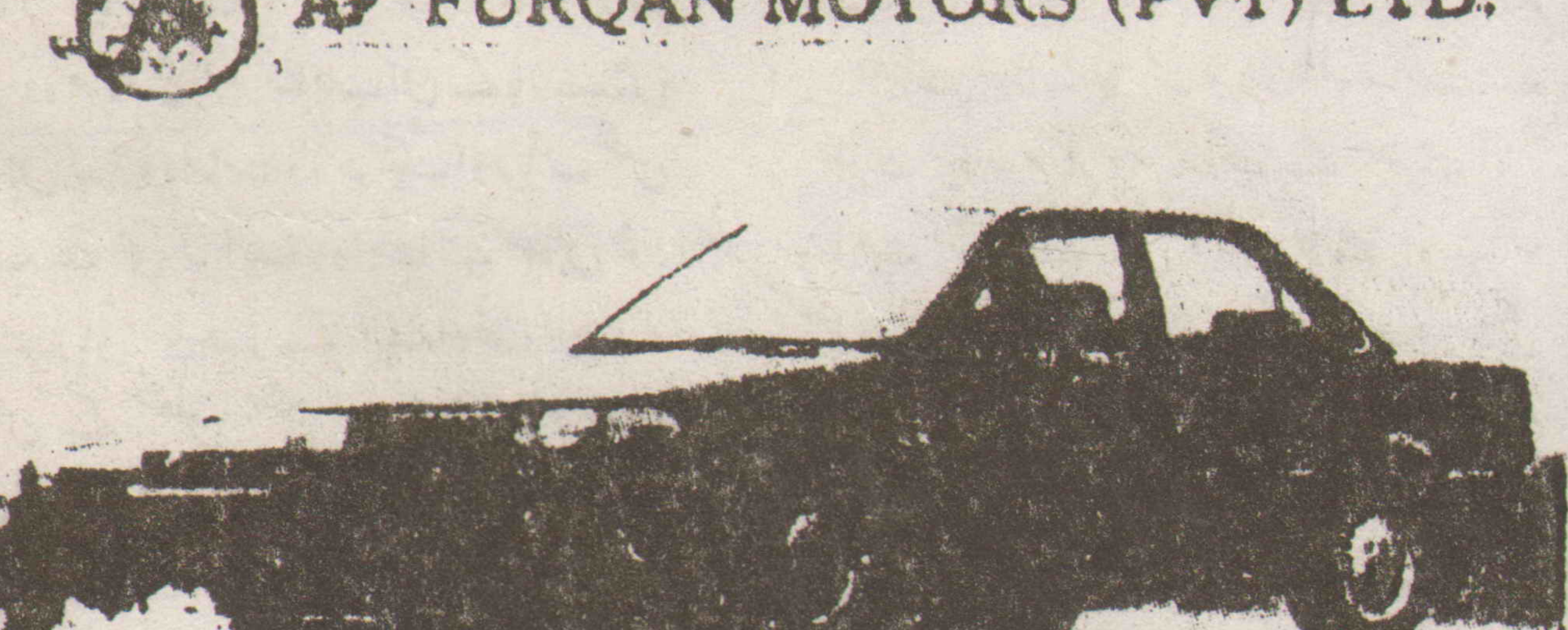

TOYOTA - DAIHATSU

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں
الفرقان موٹرز
۴۷۔ تبت سنٹر۔ ایم اے جناح روڈ۔ کراچی
فون: ۷۷۲۴۶۰۶
۷۷۲۴۶۰۷-۷۷۲۴۶۰۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں محمد ابراہیم

دو ناقابلِ فراموش تقاریر

حضرت امام ثانی (اللہ تعالیٰ درجات بڑھاتا رہے) تقریر کے بادشاہ تھے۔ سیلِ رواں۔ جلسہ سالانہ پر عام طور پر مردوں میں دو دن تقریر فرماتے۔ تقریر چھ چھ سات سات گھنٹے جاری رہتی جلسہ 26۔27۔28 دسمبر کو منعقد ہوتا۔ حضرت صاحب ظہر عصر پڑھا کر تقریر شروع فرماتے۔ پنجاب میں ان دنوں سردی بھی جوبن پر ہوتی تھی مریدانِ باصفا گرم کپڑوں میں ملفوف۔ اکثر کمبل کھیس اوڑھے گیلریوں پر بیٹھ جاتے یا میدان میں زمین پر (جہاں پرالی پڑی ہوتی تھی)۔ بعض مونگ پھلی۔ چلغوزے۔ ریوڑیاں' گنڈیریاں وغیرہ جیبوں میں ڈال کرلے آتے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت صاحب کی تقریر کو درمیان میں چھوڑ کر جلسہ گاہ سے اٹھ کر باہر جاکر خورونوش کا سامان خرید کرلانا ممکن نہ ہوگا۔ یوں بھی حاضرین کی عقیدت اس پایہ کی تھی کہ وہ بھوکا پیاسا رہنا گوارہ کرلیں گے۔ لیکن حضرت صاحب کی پر معارف اور روح افزاء تقریر کے ایک ایک لفظ کو سننے کی تمنا بہرصورت کو پورا کریں گے۔ (یہی حال بعد میں آنے والے آئمہ کرام کے فدائیوں کا تھا۔ ان کی تقاریر بھی ہمہ تن گوش ہو کر سنی جاتی تھیں اور سنی جاتی ہیں) ایک قدر سب میں مشترک تھی۔ کہ حاضرین کو خاموشی اور وقار سے گویا باندھ کر۔ ایسی تقریر کرتے کہ اس میں علمی تقاریر کی آمیزش کے باوجود وقفہ وقفہ کے بعد مزاح کا امتزاج بھی اتنا ہوتا کہ مخلصین اکتاہٹ محسوس کرنے کی بجائے انبساط اور فرحت محسوس کرتے۔ جس سے مخدوم و خدام دونو ہی محظوظ ہوتے۔ حضرت صاحب کا گلا Clergy Man's throat تھا۔ کئی کئی گھنٹے متواتر بولنے سے اس میں خراش سی محسوس کرتے۔ توگرم چائے جس کو مسلسل گرم رکھنے کا منتظمین اہتمام کرتے۔ حضرت صاحب تک پہنچتی رہے۔ ہربار گرم چائے کی پیالی پیش کی جاتی۔ حضرت صاحب اس کو لب تک لے جاتے۔ اور پھر تقریر کرنا شروع فرما دیتے۔ حضرت صاحب کی اس عادت کی بعض غیر از جماعت دوست حقیقت کو نہ سمجھنے کے باعث بعض دفعہ یہ غلط تاثر لے لیتے کہ گویا حضرت صاحب اپنی تقریر کے دوران بیس پچیس پیالیاں نوش فرماجاتے ہیں۔ حالانکہ بعض اوقات یہاں چائے پینے تک نوبت ہی نہ آتی تھی۔ یہ تو محض گلے کی خراش دور کرنے کا نسخہ تھا۔ (غالباً حضرت امام رابع کا بھی یہی دستور العمل ہے۔)

حضرت امام ثانی کی معرکتہ الآراء تقاریر میں سے خاص طور پر دو میرے نزدیک اپنی فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے فقید المثال ہیں۔ ان کی لذت اور شیرینی میں سالہاسال گزر جانے کے باوجود اب بھی اسی طرح محسوس کررہا ہوں جو اصل تقریر سننے کے وقت میں نے حاصل کی تھی۔ ایک تو اس سال کی بات ہے۔ جب حضرت صاحب نے انگریزی کھیلوں کی بجائے (ان پر اٹھنے والے اخراجات کی وجہ سے دیسی کھیلوں پر زور دینے کی ہدایت فرمائی تھی۔ میں ان دنوں مجلس ارشاد کے انگریزی حصہ کا سیکرٹری تھا۔ اور کرکٹ کا قادیان میں ایک لحاظ سے کرتادھرتا۔ حضرت صاحب اپنی خداداد فراست سے یہ بھانپ کر کہ اور تو اور کرکٹ کے بعض کھلاڑی تو کرکٹ کلب کا مجوزہ ماہانہ چندہ بھی آسانی سے نہیں دے سکتے۔ انگریزی کھیلوں کے بارہ میں نہایت ہی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا زیرِ نظر تقریر سے پہلے ایک تقریب پر۔ اس پر کرکٹ کے کھلاڑیوں کو خدشہ پیدا ہوا کہ حضرت صاحب کی اس قدر شدید مذمت کے نتیجہ میں کرکٹ کی کھیل جو ان دنوں بڑی شان سے کھیلی جارہی تھی۔ بند ہو جائے گی۔ چنانچہ کرکٹرز نے باہمی مشورہ کرکے یہ فیصلہ کیا کہ یہ خاکسار اگلے اجلاس میں انگریزی کھیلوں کے فوائد اور ان کا کھلاڑیوں کے اخلاق و کردار پر خوشکن اثر کے عنوان سے مجلس ارشاد میں تقریر کرے۔ (جو حضرت صاحب کی موجودگی میں ہوا کرتا تھا) تاکہ (اور یہ محض خیال خام تھا) حضرت صاحب کے خیالات کرکٹ کے بارہ میں معتدل ہو جائیں۔ چنانچہ اس بات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی خاطر میں نے اپنی تقریر کی تیاری شروع کردی۔ (کیونکہ حضرت صاحب کے سامنے کسی موضوع پر بولنا آسان نہ تھا) میں نے کئی روز اپنی کلاس میں تقریر کا ریہرسل کیا اور سوالات جو اس پر کئے جاسکتے تھے۔ وہ اور ان کے جوابات ازبر کرنے کا اہتمام کرلیا۔ اور جب مقررہ دن آیا۔ تو اپنی رٹی ہوئی تقریر کی۔ انگریزی کے سیشن میں۔ (اس اجلاس میں حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحب نے بھی دین حق اور مغربی افریقہ کے موضوع پر تقریر فرمائی تھی)۔ میں نے اپنے زعم میں یہ سمجھا (غلط فہمی اور لاعلمی سے) کہ میرے دلائل اس قدر مضبوط ہیں اور زبان اور طرز بیان اتنا معیاری کہ حضرت صاحب اظہار خیال فرماتے ہوئے۔ اپنے صدارتی ریمارکس میں انگریزی کھیلوں کے متعلق نرم رویہ اختیار فرمائیں گے۔ لیکن ادھر تو اولوالعزم امام کی ذات بابرکات تھی۔ بھلا دیئے کی سورج کے سامنے کوئی حیثیت ہے؟ حضرت صاحب اٹھے۔ اور ایک تیز رفتار نہر کی روانی سے۔ اور ایسے عمدہ دلائل اور براہین سے معمور جلالی جذبہ کے ساتھ ایک گھنٹہ سے بھی زیادہ وقت بول کر حاضرین کو اپنی عظمت اور صداقت کے معراج پر پہنچنے کے بارہ میں کسی شک وشبہ میں نہ رکھا۔ آواز میں جلال اور شوکت۔ دلائل میں روایتی پختگی۔ اور رعب ودبدبہ سبھی خوبیاں اپنا لوہا منوا رہی تھیں۔ مجھے تو اپنے مفروضہ دلائل کی بے بسی کا احساس شرمندہ کررہا تھا۔ چنانچہ اپنے امام کے اعلیٰ مقام اور اس کی رفعت کا اندازہ کرنا اس تقریر کے بعد آسان ہو گیا۔ حضرت صاحب کی انگریزی اور دیسی کھیلوں کے اس تقابلی تقریر کی گھن گرج آج تک میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔

دوسری تقریر 1944ء میں خدائی خبر کے مطابق حاصل ہونے والے منصب پر فائز ہونے کے اعلان پر جو حضرت امام ثانی نے اپنی زبان مبارک سے کی۔ 2۔ میکلوڈ روڈ پر (اس وقت یہ ابھی کھلا میدان ہی تھا۔ بلند وبالا عمارتیں بعد میں بنی ہیں۔ کیتھیڈرل کے بالمقابل) جو اللہ تعالیٰ کے جلال کی مظہر تھی۔ اور بحر بیکراں کی تفسیر۔

۔جس کی بلاکم و کاست رپورٹنگ اس زمانہ کے موقر اخبار "ٹریبون" نے بھی جلی سرخیوں سے کی تھی۔ اپنی عظمت اور روحانیت کے لحاظ سے یہ تقریر شاید امامت ثانیہ کے دور کی بہترین تقریر ہو۔ کم از کم میں تو اس وقت بھی جب حضرت موصوف تقریر فرما رہے تھے۔ یہی سمجھتا تھا اور باوجود اس حقیقت کے کہ خاکسار کو حضرت صاحب کی کم و بیش تمام جماعتی اجتماعات اور سالانہ جلسوں پر کی گئی تمام تقاریر کو سننے کی سعادت حاصل ہے۔ اپنی عظمت اور شوکت کے اعتبار سے۔ حضرت صاحب کی عمر بھر کی تقاریر میں شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔ حضرت امام ثانی کے بارہ میں یہ خدائی خبر کہ اس کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اس کے پورا ہونے کے ثبوت میں حضرت صاحب کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے والے بزرگان سلسلہ نے جو اس تقریب میں موجود تھے۔ باری باری ان ممالک کا نام لیا جہاں حضرت صاحب کا پیغام پہنچانے کی ان کو سعادت نصیب ہوئی ہے۔ جزائر فجی کو دنیا کا کنارہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ 180 ڈگری طول بلد اس کے درمیان سے گزرتا ہے۔ اس کے علاوہ قطب شمالی اور قطب جنوبی (دنیا کے جغرافیائی کناروں تک کام کرنے والے مربیان کرام نے بھی اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ احمدیت اور امام جماعت ثانی کا نام فی الواقع دنیا کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ اس پیش خبری کے مرکزی کردار کی اس موقع پر کی ہوئی تقریر اس کے شان نزول کی عظمت کی طرح جاہ وجلال کا غیر معمولی عملی ثبوت تھا۔

جرمن ہومیوپیتھک ادویات * خصوصی رعایت کے ساتھ

جرمن سیل بند پوٹینسی 10ML	3X-30	200	1000	ایک لاکھ	بائیوکیمک 20 گرام ڈبہ 3X-6X	20ML
رعایتی قیمت	42/=	50/=	70/=	110/=	38/=	80/=
کھلی پوٹینسی 10ML	10/=	10/=	14/=	16/=	24/= درجن	50/= درجن
پلاسٹک میں	6/=	6/=	10/=	12/=		
10 گرام گولیوں میں	5/=	5/=	8/=	10/=	10 گرام 12/= درجن	10ML 30/= درجن

خصوصی پیکش خوبصورت بکس 117 ادویات کیلئے 250/=
بمعہ ادویات 1250/= 1350/= 1450/=
خالی گلاس شیشی 10ML 42/= 20ML 54/= 30ML 60/= درجن
منفرد پیشکش، بائیوکیمک ٹکیات 6X 12X 30X 60X 200X 400X 1000X 2000X گولیوں اور قطروں میں عنقریب دستیاب ہونگی (اسنیر بریا یارٹیما جرمنی 42/=)
اس کے علاوہ • سادہ گولیاں • ٹکیاں • شوگر آف ملک • ٹیوبز اور ڈراپر زینز ہومیوپیتھک کتب بھی رعایتی قیمت میں دستیاب ہیں۔
عزیز ہومیوپیتھک کلینک اینڈ سٹور گولبازار ربوہ فون 04524-212399
نوٹ: 1. تھوک پر مزید رعایت 2. قیمتوں میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز۔
الکریم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی
پروپرائیٹرز: میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز
فون: 6325511
6330334

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ANAM MONEY CHANGERS

A DEPENDABLE CENTRE
TO
BUY & SELL ALL FOREIGN
CURRENCIES
AUTHORISED BY
STATE BANK OF PAKISTAN
051-812145
272110

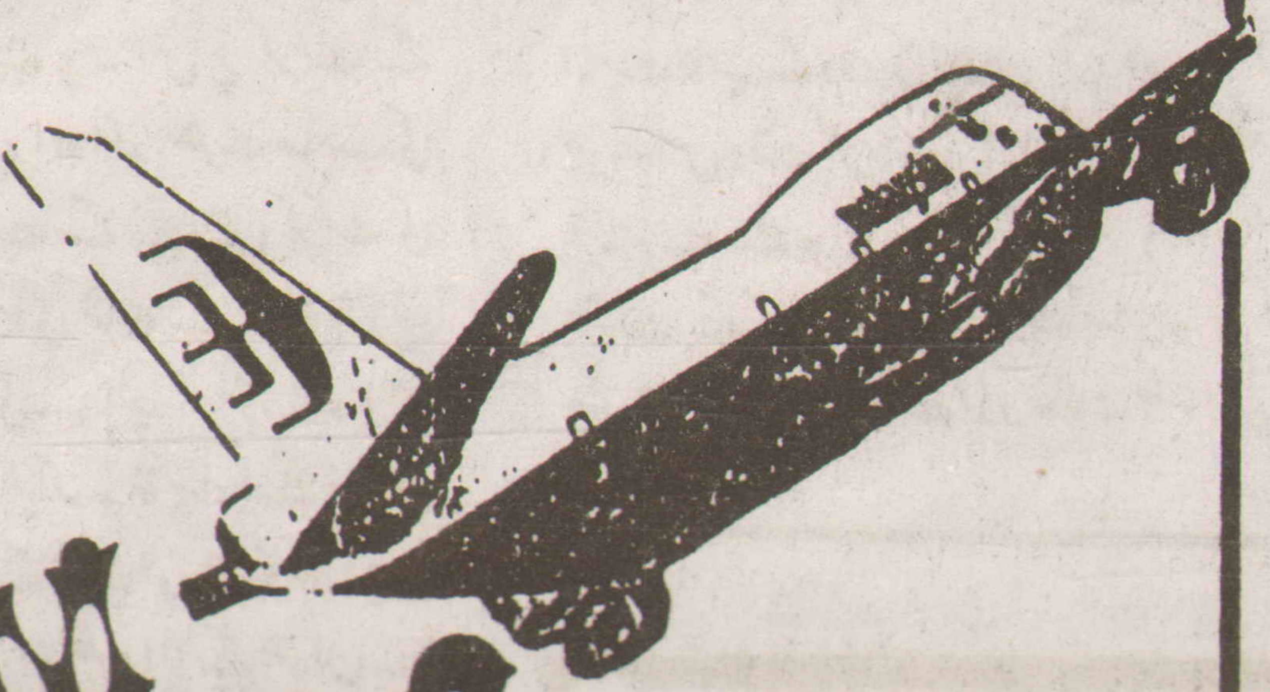

ANAM TRAVELS
YOUR DEPENDABLE
TRAVEL AGENTS

IATA

-273947-270341-276232
272110
14-D FEROZE CENTER
FAZAL-UL-HAQ ROAD
BLUE AREA ISLAMABAD

انٹرکام ایکسچینج
ٹیلی فون ایکسچینج - الیکٹرونکس پارٹس سپلائی
امپورٹر
ایکسپورٹر
لیڈرز انٹرپرائیزز
11 - میونسپل کمپلیکس K/5 مری روڈ راولپنڈی
فون دفتر: 552388
559379
فیکس: 553003

سپیشلسٹ ولکنائزنگ میٹریل ● شاہین کشن
شاہین ٹریڈ اینڈ بی کلاس کمپونڈ
یاسر ربڑ انڈسٹریز
پروپرائیٹر: محمد آصف گھمن حاجی پورہ سیالکوٹ
فون: 0432-66978

جماعت احمدیہ عالمگیر کو ۲۴ گھنٹے احمدیہ
ٹیلی ویژن کی عالمی نشریات جاری کرنے پر
ہم دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
گلوب ٹمبر کارپوریشن
رچنا ٹاؤن جی ٹی روڈ لاہور

کارڈلیس فون، انٹرکام کی تسلی بخش مرمت
کیلئے تشریف لائیں
احمد الیکٹرونکس سپیئر سروسز
شاپ نمبر 9
الفیصل مارکیٹ لیاقت روڈ راولپنڈی
فون دوکان: 536367 - 051

ٹائر اور ٹیوب کیلئے ولکنائزنگ میٹریل بنانے والے
پاک ربڑ انڈسٹریز ڈسکہ روڈ
پوسٹ بکس: 2450 سیالکوٹ
پروپرائیٹرز: عبدالحفیظ گھمن
امان اللہ گھمن
فون آفس
0432-550437
550919

SUZUKI // سوزوکی
ڈیلرز، سوزوکی موٹرسائیکل، ہنڈا کے جینئین جاپانی سپیئر پارٹس دستیاب ہیں، مرمت کی سہولت بھی ہے
منیر آٹوز حسین آگاہی روڈ بالمقابل علمدار کالج ملتان نصیر آٹوز
فون: دفتر: 72960
73497
دوکان 32971
فیکس 92-061-520882

فرج ● فریزر
● کوکنگ رینج
● گیزر
● واشنگ مشین
● ہیٹر کیلئے
احمد برادرز
شہناز پلازہ
چاندنی چوک
راولپنڈی
فون: 451050
420958

تازہ مچھلی اور مرغ
ادریس فش شاپ
پروپرائیٹر: شاہد احمد رحمت بازار ربوہ
ائیر کنڈیشنڈ گاڑی نیز کاریں کرایہ پر دستیاب ہیں
محلہ دارالفضل
مکان نمبر 32 چونگی نمبر 3
فون رہائش 212602

ملکی وغیر ملکی تمام ائیرلائنوں کے خصوصی رعایتی ٹکٹوں اور بکنگ کیلئے تشریف لائیں
گلشن ٹریولز
کورٹ روڈ - سول لائن
گوجرانوالہ
پروپرائیٹرز:
محمد اصغر میر - محمود چوہدری
فون دفتر 0431-44404
258668
رہائش 0431-84126
فیکس دفتر 0431-44404

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عاصم جمالی

دینی نظامِ امامت اور دنیاوی نظام ہائے قیادت

ایک مختصر جائزہ

اٹلی کے میکاؤلی نے اپنی کتاب "دی پرنس" میں۔ یورپ کو یہ تلقین کی کہ اپنے اقتدار حکومت کو قائم رکھنے کے لئے بادشاہ کو اخلاق سے دور کا بھی تعلق نہ رکھنا چاہئے۔ حکومت کے قیام و بقا کے لئے مکاری و عیاری دغا و فریب بہترین فنون سیاست ہیں۔ انگلستان کے ہاپس جان بلاک اور فرانس کے روسو نے یہ لَے نہیں الاپی لیکن ان کے نظریات زیادہ تر اپنی ملکی اور قومی حکومتوں کے تصور پر مبنی ہیں۔ کارل مارکس کے معاشی نظریات جبر کی تعلیم پر مبنی ہیں۔ جرمنی میں خدا کی جگہ ہٹلر کی پوجا کی جاتی رہی۔ رومن امپائر کے ابتدائی زمانہ میں جولیس سیزر نے اپنے رقیبوں پر فتح پاکر یہی حیثیت اختیار کرلی تھی۔ پیٹر دی گریٹ شہنشاہ روس اپنے حوالی موالی میں تو دی گریٹ تھا لیکن مورخ اس کو بجا طور پر دی میڈ کہتے ہیں چونکہ وہ خود مختار شہنشاہ تھا اس کے افعال پر کوئی قید نہ تھی اس کی فطرت پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہ تھا اس کے تمام متعلقین و رعایا اور مصاحبین اس سے تنگ تھے۔

ان تمام مثالوں اور نظریات سے یہ واضح ہے کہ جہاں اقتدار و قوت پر کسی قسم کا کنٹرول نہ ہو تو جن سے ان افعال کا صدور ہوتا ہے وہ بے انصافی پر مبنی ہو جاتے ہیں۔ پس جس طرح ایک نرم و باریک کاغذ کو ہوا کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک دباؤ کی ضرورت ہے جو اس پر ہر وقت حاوی و مسلط رہے۔ اسی طرح انسانی فطرت کو جو ہر ایک اثر جلد قبول کرلیتی ہے محفوظ رکھنے کے لئے ایک دباؤ کی ضرورت ہے۔ یہ دباؤ صرف بالاتر قوت کا تصور ہو سکتا ہے۔ یہ تصور صرف مذہب سے پیدا اور قائم ہو سکتا ہے۔ اور اس سے انسانیت کے ظہور میں آنے کے مواقع مل سکتے ہیں۔ اور اسی انسانیت کے لئے انسان پیدا کیا گیا جو کسی فرشتہ کو بھی عطا نہیں کی گئی۔ اس مقام پر فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔

ہندوستان میں بہت قدیم زمانے کے رامچندر جی و لچھمن جی و سیتا جی، کرشن جی مہاراج اور گوتم بدھ کے سوانح پر نظر ڈالئے ان میں جس نے جو بھی نمونہ اور مثال انسانیت کی قائم کی وہ آج بھی اس طرح قابل عمل اور لائق ستائش ہے۔ ہندوستان کے باہر حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، کنفیوشس، زرتشت اور عیسیٰ علیہم السلام اور سب کے آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہر حرکت ہر قول و فعل تاریخ میں زندہ موجود ہے اور انسانیت کا نمونہ ہے۔

اگرچہ اسلامی حکومتیں مثلاً سعودی عرب، عراق، ایران، ترکی، پاکستان، انڈونیشیا وغیرہ قائم ہیں لیکن ان میں طرز حکومت کہیں ڈکٹیٹر شپ اور کہیں بادشاہت ہے، کہیں صدارتی اور کہیں جمہوری اور کہیں پارلیمانی ہے مگر امامت کا سلسلہ یکسر منقطع ہو چکا ہے جو مرکزیت امامت سے وابستہ تھی وہ مفقود ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعد ایک نظام امامت قائم ہے جمہوریت میں صدر حکومت کا انتخاب میعادی ہوتا ہے مگر امامت احمدیہ میں امام کا انتخاب میعادی نہیں بلکہ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے۔ دوسرے جمہوریت میں صدر حکومت بہت سی باتوں میں لوگوں کے مشورہ کا پابند ہوتا ہے مگر امامت احمدیہ میں امام کو مشورہ لینے کا حکم تو بے شک ہے مگر وہ اس مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں۔ بلکہ الٰہی رہنمائی کے ماتحت اسے رد کرکے دوسرا طریق اختیار کر سکتا ہے۔ دوسری طرف یہ نظام ڈکٹیٹر شپ سے مختلف ہے کیونکہ اول تو ڈکٹیٹر شپ میں میعادی اور غیر میعادی کا سوال نہیں ہوتا اور دونوں صورتیں ممکن ہوتی ہیں۔ دوسرے ڈکٹیٹر کو عموماً کل اختیارات حاصل ہوتے ہیں حتیٰ کہ وہ حسب ضرورت پرانے قانون کو بدل کر نیا قانون جاری کر سکتا ہے مگر امامت احمدیہ میں امام کے اختیارات بہر صورت دینی ہدایات کی قیود کے اندر محدود ہیں۔ اسی طرح ڈکٹیٹر مشورہ لینے کا پابند نہیں مگر امام کو مشورہ لینے کا حکم ہے۔

امامت احمدیہ کا نظام ایک عدیم المثال نظام ہے وہ حقیقی فرق جو امامت کو دنیا کے جملہ نظاموں سے بالکل جدا اور ممتاز کر دیتا ہے وہ اس کا دینی منصب ہے۔ امام جماعت ایک انتظامی افسر ہی نہیں ہوتا بلکہ قائم مقام ہونے کی وجہ سے ایک روحانی مقام بھی رکھتا ہے وہ جماعت کی روحانی اور دینی تربیت کا نگران ہوتا ہے اور عام لوگوں کے لئے وہ ایک عملی نمونہ ہوتا ہے اور اس کے ارشادات مستند قرار پاتے ہیں۔ اس روحانی نظام میں میعادی تقرر کا سوال ہی نہیں اٹھ سکتا جو لوگ اسے محض دنیوی نظام سمجھ کر دنیا کے سیاسی قانون کے ماتحت لانا چاہتے تھے وہ ناکام و نامراد رہے۔ گو یہ علیحدہ بات ہے کہ دنیا کا سیاسی قانون بھی کلی طور پر جمہوریت کے حق میں نہیں۔ اس لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

جماعت کے نظام کا مختصراً ڈھانچہ یہ ہے۔ سب سے اوپر امام جماعت ہے جو گویا سارے نظام کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس سے نیچے انتظامی صیغہ جات کو چلانے کے لئے صدر انجمن احمدیہ ہے جس کے مختلف ممبر سلسلہ کے مختلف مرکزی صیغوں کے انچارج ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ مجلس مشاورت ہے جو مختلف مقامی جماعتوں کی مجلس ہے اور اہم اور ضروری امور میں امام جماعت کے سامنے مشورہ پیش کرتی ہے جس کی پوزیشن ایک طرح سے اور ایک حد تک مجلس واضع قانون کی سمجھی جا سکتی ہے۔ پھر مقامی انجمنیں ہیں جو ہر شہر یا قصبے میں جہاں احمدی پائے جاتے ہیں قائم ہیں۔ یہ انجمنیں صدر انجمن احمدیہ کے نظام کا حصہ ہیں اور صدر انجمن کے فرائض انجام دیتی ہیں اور اپنے اپنے حلقہ میں مجلس مشاورت کے لئے نمائندے منتخب کر کے بھجواتی ہیں۔

ہمارا منشا درج بالا سطور میں اس نظام روحانی و آسمانی کا دنیاوی نظاموں سے تقابل سے صرف اس حد تک ہے کہ وہ ان سے کس طرح مختلف ہے ان کے بالمقابل رکھنے کا نہیں ہے کیونکہ ہمیں ملکوں سے کیا واسطہ جیسا کہ اوپر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے شعر سے واضح ہے ہمیں تو صرف رضوانِ یار مطلوب ہے اور وہی ہمارا تاج ہے۔

ایک بھاری اور بڑا فرق دونوں نظاموں میں یہ ہے کہ نظام امامت دین کے قیام کے لئے ہے جبکہ دنیاوی نظام قیادت کی حدود سے یہ امور باہر ہیں۔

ماخذ درج بالا مضمون ان کتابوں سے مقتبس ہے۔

1 "سلسلہ احمدیہ" مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

2۔ ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز فروری 1943ء مضمون انسانیت اور سیاست مصنفہ نواب اکبر یار جنگ بہادر ریٹائرڈ جج ہائی کورٹ حیدر آباد دکن

3 خلافت اسلامیہ مصنفہ خواجہ عباداللہ اختر شائع کردہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1951ء

OOO

کوشش کرنی چاہئے کہ مرنے سے پہلے ہم خوش نصیب ہو جائیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

جب تک خدا کا بلاوا نہ آجائے ہم نے لازماً جدوجہد کرنی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک ایسا خوش نصیب ہو جائے کہ مرنے سے پہلے وہ ابرار میں لکھا جائے اور اس کے تمام گناہ بخشے جا چکے ہوں۔ اس تعلق میں یہ آیت ہے جو ایک خوشخبری لے کر آئی ہے اور ایک تنبیہہ بھی لے کر آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) اے وہ لوگو جنہوں نے اپنے نفوس پر اسراف کیا ہے۔ یہاں عام گناہ مراد نہیں۔ حضرت (بانی سلسلہ) اس کے ترجمے میں فرماتے ہیں یعنی گناہ کبائر میں ملوث ہوئے ہیں۔ جو بڑے سے بڑے گناہ ہیں وہ بھی کر بیٹھے ہیں (-) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ (-) یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشنے کی طاقت رکھتا ہے (-) یقیناً وہی تو ہے جو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت کے نتیجے میں جو یہ احساس ہوتا ہے ایک عام معافی کا اعلان ہے' ہر گنہگار بخشا گیا' یہ احساس غلط ہے۔ درست نہیں ہے۔ کیونکہ بخشے جانے کے امکان کے دروازے کھولے گئے ہیں' ہر شخص کے بخشے جانے کا اعلان نہیں ہوا۔ اس لئے بعض صوفیاء یا صوفیاء مزاج لوگ یہ سمجھتے ہیں بس یہ آیت ہو گئی اب ہمیں کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ سب کبائر بھی بخشے گئے' سب صغائر بھی بخشے گئے' اللہ بہت غفور رحیم ہے۔ جب گناہوں سے باز رکھنے کے لئے ان کو متوجہ کیا جاتا ہے (تو کہتے ہیں) اللہ بڑا غفور و رحیم ہے ہر گناہ بخش دے گا۔ پس یہ جو غلط تاثر ہے اس کو اگلی آیات بہت وضاحت سے دور کر رہی ہیں' بہت ہی صفائی کے ساتھ ایک ایک پہلو اس کا' اس غلط تاثر کا رد فرما رہی ہیں۔

چنانچہ فرمایا غفور رحیم ہے تو کیا کرو' (-) پس اپنے رب کی طرف جھک جاؤ اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔ (-) اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو (-) اس سے پہلے کہ عذاب تم تک آجائے اور پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ تو اگر بخشش کا عام اعلان تھا تو معاً بعد اس آیت کا پھر کیا موقع ہے کہ جلدی خدا کی طرف جھکو اس وقت سے پہلے کہ عذاب تم تک آپہنچے اور پھر بخشش کا وقت گزر چکا ہو۔ پھر فرمایا (-) اللہ کی طرف بڑھو اور جھک جاؤ تاکہ تمہارے گناہ بخشے جائیں تم نیکو کاروں میں شمار ہو لیکن یہ ایک مقام اور ایک مرتبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بہتر تو ہے کہ عذاب سے پہلے اس سے بلند تر مرتبہ حاصل کرلو اور وہ یہ ہے (-) جو بھی نصیحتیں فرمائی گئی ہیں جو بھی ہدایات تمہیں عطا کی گئی ہیں ان میں سے ادنیٰ پر راضی نہ رہو بلکہ توبہ کے ساتھ اعلیٰ پر ہاتھ مارو۔ جو سب سے خوبصورت حصہ تعلیم کا ہے جو سب سے اعلیٰ درجے کا ہے اسے اپناؤ اور اسے اپنی ذات میں جاری کرنے کی کوشش کرو (-) پہلی آیت نے اس کو خوب کھول دیا کہ اگر اللہ کی طرف انابت نصیب ہو جائے تو پھر تمہیں مدد دی جائے گی۔ تم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کی رحمت' اس کی مغفرت کے سائے تلے آجاؤ گے' تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ اگر عذاب آنے کے وقت تم نے توجہ کی تو وہ توجہ رد کردی جائے گی پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔

(از خطبہ 14۔ فروری 1997ء)

یادرفتگان

"یادرفتگان" میں اپنے بزرگوں کے حالات قلمبند کیجئے۔ اور جذبات کی بجائے واقعات تحریر کیجئے جو ان کی شخصیت اجاگر کریں اور قارئین اُن پر عمل کرکے ان کے لئے دعائیں کریں۔

(ادارہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہتر تشخیص ○ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ○ مناسب علاج

ناصر کلینک مین بازار حافظ آباد

فون: ۳۳۹۱ (۰۴۳۸)

ہر قسم کے امراض مثلاً اٹھراء اولاد کا نہ ہونا (بانجھ پن، حمل کا گر جانا) نرینہ اولاد کی خواہش۔ ورم۔ لیکوریا۔ ایام کی بے قاعدگی۔ گردہ۔ مثانہ پتے کی پتھری اور بچوں کے امراض کی شافی علاج گاہ۔

احمدی بھائیوں کی اپنی دوکان

ESTD 1942

ZAFAR

PHONE 716088

BOOK DEPOT

77-URDU BAZAR SARGODHA.

ظفر بک ڈپو 77- اردو بازار سرگودھا فون: 0451 - 716088

دعوت الی اللہ میں حصہ لے کر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی دعائیں حاصل کریں

فینسی زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز

صرافہ بازار سیالکوٹ

فون: دوکان: 592316 گھر: 586297 - 551179

HONDA

ڈیلر۔ سپیئر پارٹس سوزوکی۔ یاماہا ہنڈا، کاواساکی ٹائر ٹیوب ہر موٹر سائیکل کا سامان بازار سے بارعایت خریدیں۔ مرمت کی سہولت بھی موجود ہے۔

ایم کاشف آٹوز انجینئرز ملتان

بالمقابل علمدار کالج حسین آگاہی روڈ

فون دفتر 545971 546497

فیکس 92-061-520882

MARBLES

• ہر قسم کے ماربل سلیپ
• کچن کاؤنٹر ٹائلز
• کیمیکل پالش کیلئے رجوع فرمائیں

051 - 411121

سٹار ماربل انڈسٹریز

پلاٹ 42-40

سٹریٹ 10 سیکٹر I/9

انڈسٹریل ایریا اسلام آباد

پروپرائیٹر: شیخ جمیل احمد اینڈ سنز

کوئٹہ الیکٹرونکس

فون دکان: 583568

دکان نمبر 6 حکیم آرکیڈ حسین آگاہی۔ ملتان

ہمارے ہاں ہر قسم کے ٹی وی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں

پروپرائیٹر: چوہدری محمد اشفاق

مرض اٹھراء کے مشہور معالج

زنانہ و مردانہ پیچیدہ امراض کیلئے تشریف لائیں

مشورہ مفت

حکیم عطاء الرحمن علوی ابن حکیم نظام جان

دواخانہ محافظ صحت

گلی نمبر 2 کوٹ نہال سنگھ اوکاڑہ

ہر قسم کی جاپانی گاڑیوں کے پمپ آٹو مائزر کے ماہر، فیول انجکشن ایکسپرٹ

سعید ڈیزل لیبارٹری

وہاڑی چوک جنرل بس سٹینڈ۔ ملتان

پروپرائیٹر: سعید خان المانی

ڈیلرز: سام سنگ، لومینز، SONY ٹی وی، فرج، CANDY ڈیپ فریزر، ہائی سپر واشنگ مشین ایڈمرل کوکنگ رینج، گیزر، ٹی وی ٹرالی

اس کے علاوہ الیکٹرانکس کی تمام معیاری مصنوعات سستی خریدنے کیلئے تشریف لائیں

انعام الیکٹرانکس

بالمقابل رحیم ہسپتال گوجر خان

پروپرائیٹر: خواجہ احسان اللہ

فون آفس: 0571-510086 0571 510140 رہائش: 0571-2868

ALL KIND OF LEATHER GOODS

SPECIALIST IN GLOVES

OF ALL KINDS

BTC

MANUFACTURERS:-

IMPORTERS & EXPORTERS

Billoo

TRADING CORPORATION

P. O. Box : 877 SIALKOT - PAKISTAN

BILLOO TRADING CORPORATION

P. O. BOX. 877 SIALKOT PAKISTAN

Tel.	Off.	:	0432 - 593756
	Fac	:	0432 - 267115
	Resd.	:	0432 - 67087 - 65197
	Fax	:	0432 - 592086
	Telex	:	46434 BILLOO PK
	Cable	:	BILLOO, SIALKOT

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرۃ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

چند منتخب واقعات

مکرم مرزا فتح دین صاحب لکھتے ہیں:۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی اپنے خدام کے کھانے اور رہائش کا خاص خیال رکھتے تھے۔ سفر میں جب کھانا کھالیں۔ اور چلنا ہو۔ تو پوچھیں گے۔ کیا سب آدمی کھانا کھا چکے ہیں۔ ایک دفعہ آپ باہر سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ خاکسار بھی دستر خوان پر موجود تھا۔ سب کو ایک ایک پراٹھا اور ایک ایک سادہ یا زیادہ روٹیاں دیں۔ جب کھانا کھا چکے تو نذیر احمد صاحب ڈرائیور جو Serve کر رہے تھے تو انہیں فرمایا۔ آپ بھی کھانا کھالیں۔ حضرت صاحب نے اپنے سامنے سے ایک پراٹھا الگ کو دیا۔ کہ میں نے دو اٹھا کر رکھ لئے تھے۔ تا ایسا نہ ہو کہ کھانے والے اس بات کو بھول جائیں کہ Serve کرنے والے نے بھی کھانا ہے۔ اور اس کے لئے پراٹھا نہ رہے۔ اس لئے میں نے اپنے علاوہ ان کا پراٹھا بھی اٹھا کر رکھ لیا تھا۔ یہ واقعہ حضرت صاحب کے اپنے خدام کے ساتھ حسن سلوک پر روشنی ڈالتا ہے۔

مکرم مولوی محمد عرفان صاحب امیر صوبہ سرحد لکھتے ہیں:۔

مولوی عبد القیوم صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل مانسہرہ ضلع ہزارہ جو خداداد قابلیت کے باعث زمانہ طالب علمی میں ہمیشہ تعلیم اور کھیلوں میں صف اول پر رہے۔ سال 1922ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر وکالت شروع کی۔ اور وکالت میں بھی خدا کے فضل سے اچھے وکلاء میں شمار ہونے لگے۔ 1929ء میں وہ بیمار ہو گئے۔ اول اول ان کا بایاں طرف کمزور ہونا شروع ہوا۔ اور زبان پر لکنت پیدا ہو گئی۔ اور آہستہ آہستہ وہ وکالت سے معذور ہو کر صاحب فراش ہو گئے۔ علاج معالجہ کے باوجود کوئی فائدہ نہ ہوا۔ انہوں نے اس علاج کے لئے ملایا کا سفر بھی کیا۔ لیکن صحت یاب نہ ہوئے۔ اور واپس آگئے۔ تقسیم ملک سے چھ سات سال قبل وہ بغیر کسی آدمی کی امداد کے چل نہ سکتے تھے۔ انہوں نے جلسہ سالانہ دیکھنے کی خواہش پر اور اپنی معذوری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی خدمت میں ایک عریضہ روانہ کیا۔ جلسہ شروع ہونے سے ایک ہفتہ قبل قادیان سے بذریعہ تار منی آرڈر کچھ رقم آگئی۔ معین رقم کا تو علم نہیں لیکن اندازاً ایک آدمی کا کرایہ سیکنڈ کلاس اور ایک آدمی کا کرایہ تھرڈ کلاس تھا۔ اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی چٹھی بھی آگئی کہ حضرت صاحب نے آپ کے لئے اور آپ کے ہمراہ ایک رفیق کے لئے کرایہ بھجوانے کا ارشاد فرمایا ہے چنانچہ مولوی عبد القیوم صاحب بمعہ ایک خادم کے عازم قادیان ہو گئے۔ خاکسار بھی اس سفر میں ساتھ تھا۔ سٹیج پر ایک آرام کرسی بچھا دی گئی۔ چنانچہ مولوی صاحب کو سہارا دے کر جب سٹیج پر پہنچا دیا جاتا تھا۔ تو کرسی پر بیٹھے آرام سے جلسہ سنتے رہتے تھے۔ جلسہ کے خاتمہ پر حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی۔ تو حضرت صاحب نے ان کو واپس جانے سے روک دیا۔ اور اسی طرح جب وہ تیسرے چوتھے روز واپسی کی اجازت مانگتے تو حضرت صاحب روک دیتے۔ غالباً دو ہفتہ تک مولوی صاحب قادیان ٹھہرے رہے۔ اور پھر اسی طرح واپسی کا کرایہ حضرت صاحب نے عطا فرمایا۔ اور مولوی صاحب مانسہرہ پہنچے۔ خاکسار جلسہ ختم ہونے پر آگیا تھا۔ مولوی صاحب بمعہ خادم حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق ٹھہرے رہے۔ اور جب حضرت صاحب نے ان کے اصرار پر اجازت دی۔ تب واپس آئے تھے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو بھولنے والا نہیں۔

مکرم مخدوم محمد ایوب خان صاحب بی۔اے (علیگ) آف میانی گھوگھیاٹ ضلع سرگودھا لکھتے ہیں۔

بیت مبارک ربوہ میں ایک روز ظہر حضرت امام جماعت الثانی کے پیچھے ادا کی۔ بعد ازاں حضرت صاحب جب تشریف لے جانے لگے۔ تو میں نے اپنے لڑکے عزیزم مخدوم محمد اجمل کی صحت کے واسطے دعا کے لئے درخواست کی۔ حضرت صاحب ازراہ شفقت ٹھہر گئے اور فرمانے لگے۔ "صرف دعا کے لئے ہی نہیں کہا کریں۔ ان کو دوائی مرکب افسنتین استعمال کرائیں" اور مخاطب فرما کر فرمانے لگے۔ "میں آپ کو' آپ کے والد صاحب کو اور آپ کی اولاد کو جانتا ہوں" (یعنی سب کی طبیعت سے واقف ہوں) یہ پیارے کلمات سن کر میں تو خوشی سے بھر گیا۔ کہ حضرت صاحب کی ہم معمولی آدمیوں پر ایسی نظر شفقت واحسان ہے۔

مکرم چوہدری علی محمد صاحب بی۔اے بی ٹی اسسٹنٹ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز تحریر فرماتے ہیں۔

1924ء میں انگلستان میں ایک مذہبی کانفرنس ہوئی جسے ویمبلے کانفرنس کہتے ہیں۔ منتظمین کانفرنس کی طرف سے حضرت امام جماعت الثانی کو بھی دعوت پہنچی کہ کانفرنس میں شریک ہو کر اپنا مضمون پڑھیں۔ جانے سے پہلے آپ نے جماعت کے احباب سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ ایک دن بیت مبارک قادیان میں احباب جمع ہوئے۔ بہت سے احباب نے موافق اور مخالف تقریریں کیں۔ بعض دوستوں کا خیال تھا کہ آپ کو خود وہاں نہیں جانا چاہئے بلکہ اپنے کسی نمائندے کے ذریعے مضمون پڑھ کر سنا دیا جائے۔ مگر دوسرے فریق کا خیال تھا کہ آپ کے خود تشریف لے جانے میں زیادہ برکات ہیں۔ جب رائے شماری ہوئی تو اکثر احباب کی یہی رائے تھی کہ حضرت صاحب خود بہ نفس نفیس تشریف لے جائیں۔ چنانچہ کثرت رائے کی بناء پر حضرت صاحب خود تشریف لے گئے۔ یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل تھی کہ جو احباب بیت مبارک کے پرانے حصے میں بیٹھے تھے (یعنی جو حضرت بانی سلسلہ کے زمانہ میں تھی) ان سب کی رائے یہی تھی کہ حضرت صاحب خود تشریف لے جائیں۔ خاکسار راقم کا شمار بھی خوش قسمتی سے انہی احباب میں تھا جن کی رائے موافق تھی اور جو بیت مبارک کے اس حصے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب کے ہمراہ جو دوست تشریف لے گئے تھے۔ ان سب کے عمامے سبز رنگ کے تھے۔ مگر حضرت صاحب کی اپنی پگڑی سفید رنگ کی ہی تھی۔ آپ جب لندن سے مظفر و منصور مراجعت فرما ہوئے تو قادیان میں داخل ہونے کا نظارہ بھی قابل دید تھا۔ بٹالہ پہنچ کر آپ مع خدام تانگوں پر سوار ہوئے۔ جب قادیان کی سڑک کے موڑ پر پہنچے تو حضرت صاحب اور خدام پیدل چلنے لگے۔ یہ میل بھر کا فاصلہ آپ نے مع خدام و اہالیان قادیان پیدل طے کیا۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب عربی میں دعائیں پڑھتے جاتے تھے اور باقی احباب ان کو دہراتے جاتے تھے۔ یہ نظارہ بھی عجیب کیف آور نظارہ تھا۔ اس واقعہ سے حضرت امام جماعت الثانی کا احباب جماعت سے مشورہ لینے اور ان کے جذبات کے خیال رکھنے کا پہلو نمایاں ہے۔

مکرم لطیف احمد خاں صاحب نتھا بیان کرتے ہیں:۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قادیان سے ڈلہوزی بذریعہ موٹر تشریف لے جا رہے تھے۔ جب ہرچو وال پہنچے تو سخت بارش شروع ہو گئی۔ ہم نے عرض کیا بارش بہت ہے ہم سٹھیالی تک ساتھ جائیں گے حضرت صاحب نے فرمایا بہت اچھا۔ جب سٹھیالی پہنچے تو بارش اتنی تھی کہ نہر کی پٹڑی پر موٹر چلنی مشکل ہو گئی ہم بھی نیکریں پہنے ساتھ تھے۔ سڑک خراب موٹر آہستہ آہستہ چلتی جاتی تھی۔ حضرت صاحب والنٹیئرز کو اپنے ہاتھ سے کبھی سیب اور پھل وغیرہ دیتے جاتے تھے۔ جب گورداسپور پکی سڑک پر پہنچ گئے تو حضرت صاحب نے 15 روپے دیئے اور فرمایا کہ ڈلہوزی فون کر دیا جائے کہ بارش کی وجہ سے ہم تیسری سروس سے آئیں گے۔ دوسری سروس نکل گئی ہے تاکہ ان کو پریشانی نہ ہو۔ اور فرمایا کہ کھانا وغیرہ کھانا اور آرام کر کے واپس قادیان چلے جانا۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حضرت صاحب کو اپنے خدام سے کتنا پیار اور انس تھا کہ اپنے بچوں کا سا سلوک فرماتے تھے۔

ایک دفعہ سفر میں بارشوں کی زیادتی کی وجہ سے سڑکیں ٹوٹ گئیں۔ اور حضرت صاحب کو پالم پور میں مجبور المباعرصہ قیام کرنا پڑا۔ اس سفر میں دفتر کا سٹاف زیادہ نہ تھا۔ خاکسار کو کام کی زیادتی کی وجہ سے بخار ہو گیا۔ اور دو دن سخت تیزی کا بخار رہا۔ جہاں حضرت صاحب اپنے خدام کا حال دریافت فرماتے وہاں دو دفعہ مغرب کے بعد حضرت صاحب اپنے دست مبارک سے عاجز کے لئے دودھ بھی لائے۔ پاک ہے اللہ کہاں ایک جلیل القدر امام کا مقام اور کہاں اس کا ایک ادنیٰ خادم

قادیان میں ایک سال بارش نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ احراریوں' ہندوؤں وغیرہ سب نے بارش کے لئے دعائیں کیں مگر بارش نہ ہوئی حضرت صاحب ڈلہوزی سے تشریف لائے۔ مغرب کے قریب کوٹھی دار الحمد میں احباب استقبال کے منتظر تھے۔ مولوی ابو العطاء صاحب نے عرض کی کہ بارش کے لئے دعا فرمائیں۔ ہندو' احراریوں نے بھی بہت دعا کی ہے حضرت صاحب نے فرمایا ان کی دعا سے تو بارش ہوئی نہیں۔ ہم آگئے ہیں اللہ نے چاہا تو بارش ہو گی۔ چنانچہ حضرت صاحب لوگوں سے ملاقات فرماتے رہے اور اسی اثناء میں بادل بھی اٹھنا شروع ہو گیا۔ اور مجھے یاد ہے کہ خاکسار اور نذیر احمد صاحب ڈرائیور نے جلدی جلدی بیت مبارک کے چوک سے موٹر کا سامان اتار کر قصر امامت میں پہنچایا۔ اور جب موٹر بند کر کے خاکسار اور نذیر صاحب گھر جانے لگے تو بارش شروع ہو گئی اور ریتی چھلہ پہنچنے تک پانی ہی پانی تھا۔ بڑی مشکل سے ہم گھر پہنچے۔ یہ کتنا بڑا نشان تھا۔ جو اپنی آنکھوں سے ایک گھنٹہ میں پورا ہوتا دیکھا کہ "اب ہم آگئے ہیں بارش ہو گی"

1942ء میں حضرت صاحب پالم پور تشریف لے گئے۔ وہاں سے ایک دن آپ کا پروگرام بیج ناتھ ٹرپ کا بنا۔ چونکہ کاروں میں جگہ کم تھی اس لئے حضرت صاحب نے خاکسار اور مرزا فتح دین صاحب سپرنٹنڈنٹ کو"فرمایا کہ آپ بس پر آ جائیں ہم وہاں انتظار کریں گے۔ پہلے تو ہمارا ارادہ نہ جانے کا ہوا۔ کیونکہ بس کی آمد کی امید نہ تھی سڑک ٹوٹی ہوئی تھی مگر پھر ہم دونوں اس وجہ سے کہ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ کھانے پر انتظار کریں گے ہم چل پڑے ڈیڑھ بجے رک بنگلہ میں پہنچے تو حضرت صاحب کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر مسکرا کر فرمایا کہ انتظار کر کے کھانا شروع کیا ہے۔ اتنی دیر کیوں ہو گئی۔ ہم نے عرض کیا کہ بس نہیں آئی ہم پیدل آئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت حضرت صاحب نے پیالوں میں کھانا ڈال کر اپنے ہاتھ سے ہمیں دیا۔ جب شفقت کے یہ نظارے آنکھوں کے سامنے آتے ہیں تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ ہمارا آقا کتنا بلند اخلاق اور اپنے خدام پر کس قدر مہربان تھا۔

(مجلہ۔ الجامعہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نمبر)

○○○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکسیرِ موٹاپا 40/-
ہمدردِ نسواں (حبوب اٹھراء) 25/-
دوائی فضل الٰہی (برائے اولاد نرینہ) 200/-
زوجامِ عشق 900/-
اکسیرِ لیکوریا کیپسول 40/-
کلین اپ چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے 25/-
سفوف اکسیرِ شوگر 35/-
جدید دواخانہ خدمت خلق
گولبازار ربوہ فون: 659

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
اچھی صحت کا راز ۔ رضوان فوڈز ۔ تازہ اور خالص غذا
غذائیت سے بھرپور ● سرخ مرچ ● ہلدی ● دھنیا ● گرم مصالحہ ● دال چنا
● بیسن ● دلیہ ● چنے ● کھل سرسوں اور تیل سرسوں
محمد ابراہیم اینڈ سنز دارالرحمت وسطی ربوہ
فون 212307

رشید موٹر ورکشاپ
فون: دوکان 0456-502998
گھر 0456-501016
نیو رسول روڈ
نزد ڈیک فلنگ سٹیشن
قینچی موڑ
منڈی بہاؤالدین
پروپرائیٹرز: عبدالرشید، عبدالقدوس

WE DEAL IN ALL KIND OF TEXTILE PARTS

UNIVERSAL INDUSTRIAL SERVICES

14 - TAIMOUR ROAD CHOWK SHAHEEDAN MULTAN
Ph: 33633, 583512. Fax: 583512

LIBRA
COMMUNICATION SYSTEMS

WE SPECIALIZE IN:
* Motorized Remote Controlled World Dish Antenna Systems.
* CCIV, MATV, SMATV, for hotels, flats colonies and guest houses.
* Hi-Tech Satellite Computers & Communications.
* Video phones & Desktop Video Conferencing Systems.
* Hifi Stereo CD and Laser disk players, TV and VCR.

WE ALSO DO ANNUAL MAINTENANCE CONTRACTS FOR EXITING SYSTEMS

11, Warrich Plaza,
Opp. Capital Park,
F-10 Markaz, Islamabad

☎ (051) 292396
Fax: (051) 292396
(051) 282399

خالص جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ معیاری زیورات بنوانے اور خریدنے کیلئے آپ کے
قدیمی احمدی جیولرز
رانا جیولرز
صرافہ بازار
بدوملہی (ضلع نارووال)
فون: دکان 108، رہائش: 208 پروپرائیٹر، نصیر احمد، فرید احمد، کلیم احمد

THE NAME IN THE GAME

MANUFACTURER AND EXPORTER
OF SPORTS GOODS AND WEARS

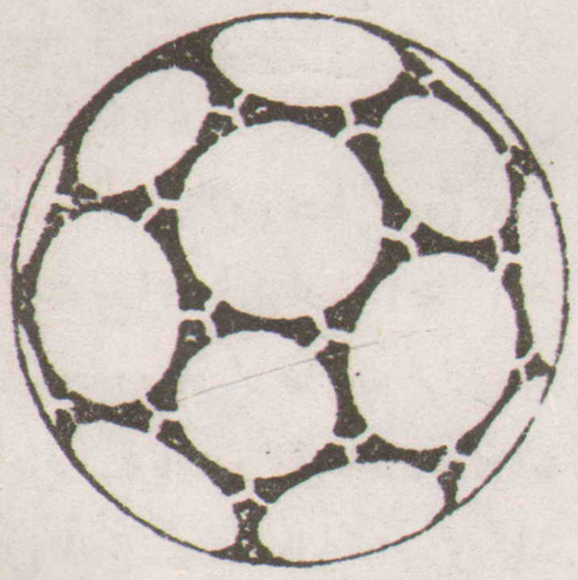

LEABROS INDUSTRIES

WAZIR ABAD ROAD, ISMAIL ABAD, SIALKOT PAKISTAN.

TEL: (0432) 260323, 260314, 262292, 262293 FAX: (0432) 262239

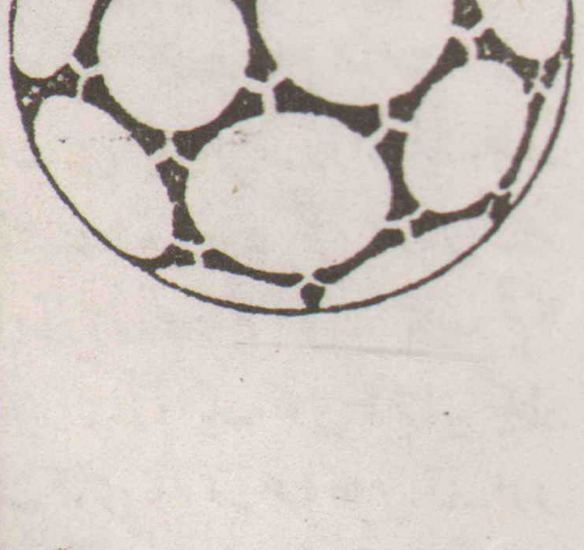

LEABROS SPORTARTIKEL GMBH

NASEER MEHMOOD MALIK

INDUSTRIE STR-31
63674 ALTENSTADT / HESSEN GERMANY
TEL: (06047) (6058-59) FAX: (06047) (1258)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا محمد اقبال۔ مربی سلسلہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی ملی خدمات

تحریکِ پاکستان

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کی خدمات کو دو حصوں میں تقسیم کر کے بیان کیا جا سکتا ہے ایک مذہبی اور دینی خدمات اور دوسرے قومی و ملی خدمات. آج کے مضمون میں آپ کی سیاسی ملی اور قومی خدمات کا مختصراً ذکر مقصود ہے۔ سو یاد رہے کہ برصغیر ہند میں انگریز کی حکومت 1857ء سے لے کر 1947ء تک رہی ہے اور اس وقت سے لے کر مسلمانوں کے حقوق کسی نہ کسی رنگ میں غصب کئے جاتے رہے ہیں۔ چونکہ برصغیر ہندوستان میں دو قومیں آباد تھیں اور ہیں یعنی ہندو اور مسلمان اور ہندو بوجہ اکثریت میں ہونے اور تعلیمی لحاظ سے مسلمانوں سے آگے ہونے کی بناء پر اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے حقوق مارنے سے ذرا بھی دریغ نہ کرتے تھے لہٰذا دو قومیں آباد ہونے کی وجہ سے لازماً دو قومی نظریہ کی بنیاد پڑنا تھی مسلمان اس بات پر مجبور ہو گئے کہ وہ انگریز سے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں ماریں چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر مسلم لیگ کی بنیاد بمقام ڈھاکہ بنگلہ دیش سابقہ مشرقی پاکستان 30 دسمبر 1906ء کو پڑی اور جس کے پرچم تلے جمع ہو کر مسلمانوں نے پاکستان جیسی عظیم مملکت خداداد حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ اس کامیابی میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کوششوں کا بھی ہاتھ ہے جنہوں نے اپنی آخری کتاب پیغام صلح میں دو قومی نظریہ کی تائید کی اور فرمایا۔

"یہ بات ہر ایک شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ مسلمان اس بات سے کیوں ڈرتے ہیں کہ اپنے جائز حقوق کے مطالبات میں ہندوؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور کیوں آج تک ان کی کانگرس کی شمولیت سے انکار کرتے رہے ہیں اور کیوں آخر کار ہندوؤں کی درستی رائے محسوس کر کے ان کے قدم پر قدم رکھا مگر الگ ہو کر اور ان کے مقابل پر ایک مسلم انجمن قائم کر دی مگر ان کی شراکت کو قبول نہ کیا۔ صاحبو! اس کا باعث دراصل مذہب ہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں" (ص 28)

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے مسند امامت پر بیٹھتے ہی مسلمانوں کی رہنمائی کرنا شروع کر دی اور جماعت احمدیہ کو ہندوستان کی قومی جدوجہد میں ایک اہم اور نمایاں مقام پر لا کھڑا کر دیا۔ اور مسلمانان ہند کے حقوق کے لئے پوری سرگرمی اور جانفشانی سے اس جدوجہد میں حصہ لیا۔ اور اپنی خداداد فراست سے اعلیٰ قیادت کی بھی رہنمائی کی۔ تحریک پاکستان کی سیاسی تگ و دو اور جدوجہد میں آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے 1933ء میں جب ہندوستان کے حالات ناگفتہ بہ تھے اور مسلمانوں میں افتراق و انتشار پایا جاتا تھا ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے مایوسی کے عالم میں ہندوستان چھوڑ کر لندن جا بیٹھنا گوارا کر لیا تھا تو آپ کی ہدایت پر جو آپ نے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد کو فرمائی تھی کہ قائداعظم کو وطن واپس لانے کی سعی کریں تاکہ وہ مسلمانوں کے حقوق کے لئے سابقہ کوشش جاری رکھیں۔ آپ نے کوشش فرمائی اور قائداعظم کو واپس لانے میں کامیابی حاصل کی جس کا ذکر مورخ احمدیت مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے ان الفاظ میں کیا ہے لکھتے ہیں۔

"اپریل 1993ء عیدالاضحیہ کے موقع پر بیت احمدیہ لندن میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں 200 کے قریب مشہور شخصیتیں مدعو تھیں۔ اس موقع پر حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد کی تحریک پر قائداعظم محمد علی جناح نے "ہندوستان کے مستقبل" پر سر سٹیوارٹ سنڈیمن ایم اے کی صدارت میں تقریر کی جس میں آپ نے بتایا کہ ہندوستان اب بہت جلد جلد ترقی کرے گا نیز یہ کہ قرطاس ابیض کی تجاویز ہندوستان کو مطمئن نہیں کر سکتیں۔ انہیں کامل خود مختاری ملنی چاہئے۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کیا

The Eloquent Persuation of the Imam left me no escape

یعنی امام صاحب کی فصیح و بلیغ ترغیب نے میرے لئے کوئی راہ بچنے کی نہیں چھوڑی۔"

اس وقت کے حالات کے متعلق قائداعظم خود لکھتے ہیں۔

"اب میں مایوس ہو چکا تھا۔ مسلمان بے سہارا اور ڈانواں ڈول ہو رہے تھے۔ کبھی حکومت کے یار وفاداران کی رہنمائی کے لئے میدان میں آ موجود ہوتے تھے کبھی کانگرس کے نیاز مندان خصوصی ان کی قیادت کا فرض ادا کرنے لگے تھے۔ مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ میں ہندوستان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا نہ ہندو ذہنیت میں کوئی خوشگوار تبدیلی کر سکتا ہوں نہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکتا ہوں آخر میں نے لندن ہی میں بود و باش کا فیصلہ کر لیا۔

(قائداعظم اور ان کا عہد ص 192، 191)

اس ناموافق صورت حال کے باوجود حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا دلی منشاء اور خواہش تھی کہ پھر سے قائداعظم کو سیاست ہند میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کیا جائے آپ نے اس کام کے لئے حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو منتخب فرمایا چنانچہ انہوں نے مارچ 1933ء میں انگلستان پہنچ کر حضرت صاحب کی ہدایت کے مطابق قائداعظم سے رابطہ قائم کر لیا تھا اور یہ تقریر اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ آپ واپس آئے اور مسلمانوں کی قیادت سنبھالی اس طرح بالآخر 1947ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 7۔ صفحہ 109)

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد اپنی مختصر سوانح حیات میں لکھتے ہیں۔

"میں نے قائداعظم سے مارچ 1933ء میں ان کے دفتر واقع King Bench Walu London میں ملاقات کی اور تین گھنٹوں کی بحث و تمحیص کے بعد انہیں اس بات پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ مسلمانان ہند کی خدمت کے لئے وہ پھر پبلک میں آئیں۔ قائداعظم میری درخواست پر "ہندوستان کا مستقبل" کے موضوع پر تقریر کرنے کے لئے رضامند ہو گئے اور میں نے 63 میل روز لندن میں تقریر کے انتظامات کروا دیئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 ص 574)

میرے خیال میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا یہ کارنامہ قومی خدمت کے دیگر کارناموں میں نمایاں ترین ہے کیونکہ آپ اگر مولانا عبدالرحیم صاحب درد کو ہدایت نہ فرماتے کہ قائداعظم کو ہند واپس آکر سیاست میں دوبارہ آنے کی ترغیب و تلقین کریں تو پاکستان بھی معرض وجود میں نہ آتا۔ یہ امر یاد رہے کہ اس واقعہ یعنی بیت الفضل لندن میں قائداعظم کی تقریر کے کئی ماہ بعد یعنی "جولائی 1933ء میں نواب زادہ لیاقت علی خاں اور ان کی بیگم قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہندوستان واپس آنے کی درخواست کی۔ بالآخر آپ واپس تشریف لائے اور پاکستان کے حصول تک مسلمانوں کی قیادت فرمائی۔"

(تاریخ احمدیت جلد 7 ص 576)

جس بات کی طرف حضرت بانی سلسلہ نے دونوں قوموں کی توجہ دلائی تھی اس بات کی طرف حضرت امام جماعت الثانی نے بھی توجہ مبذول کراتے ہوئے فرمایا۔

"وقت آ گیا ہے کہ انگلستان (برٹش ایمپائر) کے دوسرے ممالک بالخصوص ہندوستان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ میل جول رکھے اور اس کے ساتھ صلح کرنے کے لئے پرانے جھگڑے کو بھلا دے اور دونوں مل کر دنیا میں آئندہ ترقیات اور امن کی بنیادوں کو مضبوط کریں... اے انگلستان تیرا فائدہ ہندوستان سے صلح کرنے میں ہے .... دوسری طرف ہندوستان کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی انگلستان کے ساتھ اپنے پرانے اختلافات کو بھلا دے نیز فرمایا "میں اپنی طرف سے دنیا کو صلح کا پیغام دیتا ہوں۔ میں انگلستان کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ آؤ اور ہندوستان سے صلح کر لو اور میں ہندوستان کو دعوت دیتا ہوں کہ جاؤ اور انگلستان سے صلح کر لو اور میں ہندوستان کی ہر قوم کو دعوت دیتا ہوں اور پورے ادب و احترام سے ساتھ دیتا ہوں بلکہ لجاجت اور خوشامد سے ہر ایک کو دعوت دیتا ہوں کہ آپس میں صلح کر لو اور میں ہر قوم کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک دنیوی تعاون کا تعلق ہے ہم ان کی باہمی صلح اور محبت کے لئے تعاون کرنے کو تیار ہیں اور میں دنیا کی ہر قوم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم کسی کے دشمن نہیں۔ ہم کانگرس کے دشمن نہیں۔ ہم ہندو مہاسبھا والوں کے بھی دشمن نہیں۔ مسلم لیگ والوں کے بھی دشمن نہیں اور خاکساروں کے بھی دشمن نہیں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم احراریوں کے بھی دشمن نہیں۔ ہم ہر ایک کے خیر خواہ ہیں اور ہم صرف ان کی ان باتوں کو برا مناتے ہیں جو دین میں دخل اندازی کرنے والی ہوتی ہیں ورنہ ہم کسی کے دشمن نہیں ہیں اور ہم سب سے کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم خدا تعالیٰ کی اور اس کی مخلوق کی خدمت کریں۔۔۔"

(الفضل 17 جنوری 1945ء)

آپ کا یہ انقلابی خطبہ جو آپ نے 12 جنوری 1945ء کو آزادی ہند اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں فرمایا تھا کے ضروری اقتباسات حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے انگریزی زبان میں دو ورقہ شکل میں شائع کر کے وزراء دارالعوام اور دارالامراء کے چھ سو ممبران کے علاوہ دیگر عمائدین و اکابر کو بھجوایا جس پر انہوں نے شکریہ ادا کیا اور حضرت امام جماعت کی نصیحت کا خاص دلچسپی سے مطالعہ کیا۔ پھر اس آواز کو امریکہ اور ہندوستان میں پھیلایا۔ اس کا خلاصہ مشرقی افریقہ ریڈیو سے چوہدری محمد شریف صاحب بی۔ اے نے نشر کیا۔

(الفضل 9۔ جون 1945ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 10 ص 242)

تحریک پاکستان کے اہم ترین مراحل میں سے ایک اہم مرحلہ 46-1945 کے ہندوستان میں مرکزی اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات تھے جس میں آپ نے ہر احمدی کو مسلم لیگ کی زبردست مدد کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس بارے میں قائد اعظم محمد علی جناح کی طرف سے اخبار ڈان (Dawn) 8۔ اکتوبر 1945ء کے شمارہ میں ایک مفصل خبر شائع کی گئی جس کا عنوان تھا۔

Ahmadiyya Community to Support Muslim league

یعنی "جماعت احمدیہ مسلم لیگ کی حمایت کرے گی"

(جماعت احمدیہ کی ملی خدمات ص 113)

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے ان الفاظ میں مندرجہ بالا اعلان فرمایا:

"میں اس اعلان کے ذریعہ ... تمام صوبہ جات کے احمدیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر پورے زور اور قوت کے ساتھ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کی مدد کریں۔ اس طرح کہ جس قدر احمدیوں کے ووٹ ہیں وہ اپنے حلقہ کے مسلم لیگی امیدوار کو دیں"۔

(الفضل 22۔ اکتوبر 1945ء)

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی زبان میں خدا تعالیٰ تاثیر رکھ دیتا ہے اور اسے اپنی زبان بنا لیتا ہے۔ چنانچہ تھوڑے دنوں بعد حکومت ہند نے احمدیت کے مایہ ناز فرزند چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کو کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں ہندوستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے لندن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھجوایا تو آپ نے افتتاح کے موقع پر اپنے خطاب میں اسی بات کو پیش کیا اور کمال خوبی سے انگلستان کے سامنے رکھا۔ تو پوری دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اس بات کے حق اور مخالفت میں انگلستان کے اخبارات میں مضامین شائع ہوئے اور ہندو مسلم پریس نے زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

آپ کی اس تقریر کے نتیجہ میں حکومت برطانیہ نے لارڈ ویول کو لندن بلایا اور یوں ہندوستان کی آزادی کا آخری مرحلہ شروع ہوا۔ پھر لارڈ ویول نے ہندوستان پہنچ کر اپنی تقریر میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے اسی اصول کو بیان کیا کہ ہمارے راستہ میں کئی نشیب و فراز ہیں۔ ہر طرف ہمیں معاف کرو اور بھول جاؤ کے سنہری اصول پر عمل کرنا پڑے گا۔

(الفضل 16 جون 1945ء)

آپ نے آزادی ہند کے مسئلہ کی طرف رجحان کو دیکھ کر 22 جون 1945ء کے خطبہ میں ہندوستانی لیڈروں کو پیغام دیا کہ انگلستان ہندوستان کی طرف اپنا صلح کا ہاتھ بڑھا رہا ہے اس برطانوی پیشکش کو قبول کرنا اپنے پر اور اپنی نسلوں پر احسان عظیم کرنا ہے۔ فرمایا۔

میرے نزدیک ہندوستان کا اس پیشکش کو قبول کرنا انگریزوں سے صلح کرنا نہیں بلکہ اپنے آپ پر اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں پر احسان عظیم کرنا ہے۔ دو سو سال ہندوستان غلامی کی زندگی بسر کرتا چلا آیا ہے اور یہ ایک ایسی خطرناک بات ہے جو انسانی جسم کو کپکپا دیتی ہے.... جب انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں کسی کا غلام ہوں تو وہ کہتا ہے مجھے کیا زمین الٹی ہو یا سیدھی آسمان گرے یا قائم رہے فائدہ تو مالک کو ہے میں کیوں تکلیف اٹھاؤں۔ میں سمجھتا ہوں وہ لیڈر لیڈر نہیں ہوں گے بلکہ اپنی قوم کے دشمن ہوں گے۔ جو ان حالات کے بدلنے کے امکان پیدا ہونے پر بھی چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے ضد کر کے بیٹھ جائیں اور ان معمولی معمولی باتوں میں اس اہم ترین موقع کو ضائع کر دیں۔.... پس ان دنوں میں اللہ تعالیٰ سے خاص طور پر دعائیں کرو کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں یہ معاملات ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ راہ راست پر آجائیں اور ہندوستان کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر وہ ہندوستان کو اعلیٰ مقام پر پہنچانے والے ثابت ہوں۔

(الفضل 23 جون 1945ء)

اس خطبہ پر اخبار اہل حدیث کے ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا۔

"یہ الفاظ کس جرأت اور حیرت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ کانگرسی تقریروں میں اس سے زیادہ نہیں ملتے۔ چالیس کروڑ ہندوستانیوں کو غلامی سے آزاد کرانے کا ولولہ جس قدر خلیفہ جی کی اس تقریر میں پایا جاتا ہے وہ گاندھی جی کی تقریر میں نہیں ملے گا" (تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 268)

ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے مسلمانوں کو ایک عظیم مملکت دلانے میں کس قدر ان تھک محنت اور مسلسل تگ و دو فرمائی۔ ان کی یہ خدمات کبھی بھی فراموش نہیں کی جا سکیں گی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب بھی پاکستان کی تشکیل کا ذکر ہو گا آپ کو بھی یاد کیا جائے گا۔ اللہ نے چاہا تو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور خدمات عظیمہ کا بہترین اجر بخشے۔ آمین۔

ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے۔

فیصل آباد سے بھی کم نرخوں پر جرمن اور مسعود کی ہومیوپیتھک ادویات کی خرید کا واحد مرکز
فرحت کلینک اینڈ سٹورز راجیکی روڈ ربوہ

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ڈالر ریچ
پروپرائیٹر ملک عبدالصمد
آفس A-6 گیلری نمبر 4 ریکس سٹی پلازہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون: دفتر: 730288 رہائش: 726524
موبائل: 0300-661524

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز
بہتر تشخیص ، مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد
فون: 647434

خدمت میں پیش پیش
میری لائبریری
ملسٹر، ڈگری، سی ایس ایس
پی سی ایس
جماعت اول تا انٹرمیڈیٹ کورس کی کتابیں
خلاصے، گائیڈیں، ٹیسٹ پیپرز، کمپیوٹر
الیکٹرونکس کی کتب رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں
اس کے علاوہ علمی، ادبی، تاریخی کتابیں کرایہ پر حاصل کریں
ٹین بازار صدر عقب پرویز کلینک راولپنڈی
فون: 564533

پردہ کلاتھ ہول سیل ریٹ پر خریدیئے اور سلائی مفت کروائیں۔
یہ پیشکش محدود مدت کیلئے نیز لیڈیز جیکٹس کی بے شمار ورائٹی کے لئے تشریف لائیں
ناصر نایاب کلاتھ
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
فون: دوکان: 434 گھر: 211244

ہر قسم کے جدید و روایتی زیورات کا مرکز جدید اور معیاری ورائٹی کیلئے تشریف لائیں۔ آپ کے آرڈر پر غلام نیز ہم آرڈر پر بھی آپ کی خواہش کے مطابق ڈیزائن تیار کرتے ہیں
قمر جیولرز گولبازار ربوہ
پروپرائیٹر: میاں قمر لطیف
فون: 04524-589

جرمن اور جاپانی گاڑیوں کی مرمت کا خصوصی اور اعلےٰ انتظام
گاڑیوں کی اطمینان بخش • اوورہالنگ • ڈینٹنگ • پینٹنگ
• الیکٹرک ورکس • الیکٹرانک ویل بیلنسنگ اور ویل الائنمنٹ کیلئے
رجوع فرمائیں
راولپنڈی میں واحد با اختیار سوزوکی سروس ڈیلر
احمد موٹرز آٹوموبائل انجینئرز
فون 840445
عنایت بازار اوجڑی کیمپ مری روڈ راولپنڈی

نظر اور دھوپ کے چشمے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
شکور بھائی چشمے والے
طارق بھائی و خالد بھائی
گولبازار ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمدہ اور معیاری باسمتی کا واحد مرکز
رؤف کمشن شاپ
تحصیل روڈ سبزی منڈی گوجرخان
فون: دکان 0571-2934
گھر: 0571-2066

اسلام آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت اور کرایہ پر لین دین کیلئے ایک با اعتماد ادارہ
پراپرٹی پوائنٹ
7 - گراؤنڈ فلور گنزا سنٹر
104 - ویسٹ جناح ایونیو F-7
بلیو ایریا - اسلام آباد
فون دفتر: 051-271737
824670

فٹ سائز سپیشل ڈش
پر احمدیہ ٹیلیویژن کا رزلٹ شاندار
• اعلیٰ کوالٹی بھاری میٹریل ڈش • آزمودہ مشہور زمانہ ونرسیٹ ریسیور نیا ماڈل • گارڈٹر LNB امریکہ اور جاپانی وائر
• تمام اشیاء جینوئن اور NO-1 گارنٹی کے ساتھ
• پاکستان میں ہر جگہ فٹنگ کی سہولت
ڈش ماسٹر اقصیٰ روڈ ربوہ
بشارت احمد خان
فون نمبرز 211274
213123

طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
جس کی 100 خالص مفید اور موثر ادویات
اب ہماری برانچ اسلام آباد میں بھی دستیاب ہیں
جہاں ہر ماہ تین دن کیلئے
حکیم شیخ بشیر احمد ایم اے فاضل الطب والجراحت
مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
ہیڈ آفس: گولبازار ربوہ فون: 211538
برانچ: 2-K پلازہ مرکز F-1 اسلام آباد فون: 444224
نور کحل - آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے
نور آبٹن - چہرے کی خوبصورتی و حفاظت کیلئے
نور آملہ - بالوں کی صحت کیلئے
خورشید سرمہ
تریاق اٹھرا - مرض اٹھرا کی مفید گولیاں
نور نظر - اولاد نرینہ کی مشہور عالم گولیاں
اکسیر معدہ - ہاضمے کا بہترین چورن
قند شفاء - پوڈر

جدید ورائٹی کے زیورات
فینسی گولڈ سمتھ
محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: اظہر احمد
فون: دوکان: 212868
گھر: 212867

سرمہ طفیل
کورس 3 شیشی قیمت 15/-
عرق نور
معدہ کیلئے مفید
قیمت 25/-
مریض کی نبض دیکھ کر مرض بتائی جاتی ہے
گوشہ کلائمہ - ربوہ
حکیم محمد طفیل
فون: 212880

ربوہ کے ہر محلہ میں اور ربوہ کے گرد و نواح میں
پلاٹ - مکان - زرعی و سکنی زمین کی
خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع
دیں
نائب رسالدار (ریٹائرڈ)
ارشد خان بھٹی
پراپرٹی ایجنسی
بلال مارکیٹ (ریلوے لائن کے سامنے)
ربوہ
فون آفس 212764 گھر: 211379

پچیس سے جدید اور روایتی زیورات کا مرکز
مبارک انوار گولڈ سمتھ
نزد الائیڈ بنک اکرم مارکیٹ اقصیٰ روڈ
ربوہ
فون: 213100

جدید ترین باسہولت
لال پمپ، کلائمیٹ
عزیز پمپ
مکمل گارنٹی - مکمل میٹریل - بورنگ اور تسلی بخش فٹنگ کی سہولت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔
ڈیلر: خان سینیٹری ورکس اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 212831

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا بااعتماد ادارہ

SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.

T. M. EXCHANGE

329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)

TEL (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

کیڈمیم سے تیار شدہ زیورات

میاں عبدالسلام صاحب کی مشہور دوکان

پاک گولڈ سمتھ

اقصیٰ روڈ ربوہ

اس کے علاوہ ہماری کوئی برانچ نہیں

فون گھر 211749 211549

فون دوکان 212850 212750

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

شریف گولڈ سمتھ

اقصیٰ روڈ ربوہ

فون: دوکان 212515 رہائش 212300

مضبوطی میں بے مثال

کارکردگی میں لاجواب

HERCULES

ہرکولیس کمانی

میاں بھائی

سپیشلسٹ
- پڑکمانی
- سلنسر پائپ
- آٹو پارٹس

نیز سوزوکی جینئن پارٹس

10- منٹگمری روڈ، لاہور

فون: 223372 223373

بشیر گولڈ سمتھ

اقصیٰ روڈ ربوہ

فون دکان: 211806 ۔ رہائش شہر 211883

رہائش گاؤں: 22238

خوشخبری

جارجٹ ۔ ڈبل جارجٹ ۔ ٹرپل جارجٹ انتہائی کم قیمت پر جاپانی کپڑا کی ٹاپ کوالٹی ہر کلر میں جدید ڈیزائنوں میں تیار کوٹ اور برقعے نیز جاپانی سوٹ بھی دستیاب ہیں ۔ نیز کوٹ اور برقعے کی ارجنٹ سلائی بھی کی جاتی ہے ۔

ایم اشرف ٹیلرز

فون: دوکان 211365 گھر 211368

قریشی مارکیٹ گولبازار ربوہ

حیرت انگیز

سیل

- لان پرنٹ نئے خوبصورت ڈیزائنوں میں
- بریزا چکن
- سوس چکن
- ماربل شفون
- شفون جارجٹ
- انڈین قمیض دوپٹہ

اب صرف چند ہفتوں کیلئے فائدہ اٹھائیں۔

باجوہ کلاتھ سٹورز

گولبازار ربوہ

فون: 568

- ہر قسم کے لیڈیز اور جنٹس کپڑے کیلئے
- نیز اعلیٰ معیار کے جاپانی سوٹ ہر کلر میں اور
- ٹرپل جارجٹ کے برقعے ہر کلر میں خریدنے کیلئے تشریف لائیں۔

ستارہ کلاتھ ہاؤس

عقب بانو بازار (دارالبرکات) ربوہ

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز، پوٹینسیاں، بائیو کیمک ادویات رعایتی نرخوں پر، پریکٹیشنرز حضرات کیلئے خصوصی رعایت ۔
• سادہ گولیاں • ٹکیاں • شوگر آف ملک • خالی ڈبیاں اور ڈراپرز علاوہ ازیں ہومیوپیتھک کتب بھی دستیاب ہیں۔

کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ

فون: 771 فیکس: 212299

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں زرعی و سکنی، مکانات و پلاٹس وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے رجوع کریں

برادرز اسٹیٹ ایجنسی

8- بلال مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

فرحت علی جیولرز اینڈ ٹیلرز ہاؤس

یادگار روڈ ربوہ

پروپرائٹرز: غلام سرور طاہر اینڈ سنز

فون 213156

---

8 فٹ سپیشل ڈش پر احمدیہ ٹیلی ویژن کی کرسٹل کلیئر نشریات کیلئے

رابطہ: انعام اللہ

عثمان الیکٹرونکس

1- لنک میکلوڈ روڈ ۔ بالمقابل جودھا مل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور

فون: 7231680-81 7223204 7358105

مرکز میں رہائش کیلئے بروقت منصوبہ بندی کریں ۔ پلاٹ یا مکان کی خریداری کیلئے رابطہ

کہکشاں پراپرٹی سنٹر

نزد جلسہ گاہ ربوہ

فون: 211842

مہنگائی کے دور میں احمدی بھائیوں کیلئے خوشخبری

نئی انتظامیہ کے ساتھ

- احمدیہ ٹیلیویژن فری سیٹ کروائیں
- صرف 50 روپے وزٹ چارجز ادا کریں اور 100٪ رزلٹ حاصل کریں
- 8 فٹ کی سپیشل ڈش برائے احمدیہ ٹیلیویژن پر 15 فٹ کی ڈش کا رزلٹ حاصل کریں۔

اب

نیو محمود ٹیلیویژن کمپنی

21 ۔ ہال روڈ ۔ لاہور

7235175 - 7125089 - 7226508 7355422

جدید ڈیزائنوں کے اعلیٰ زیورات بغیر ٹانکے کے بنوانے یا خریدنے کیلئے تشریف لائیں ۔ زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جائے گی

محمود جیولرز

بلال مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

پروپرائٹر: چوہدری محمود احمد راجپوت

فون دوکان: 212361 رہائش: 212181

دانتوں کا معائنہ مفت

ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد

4-30 تا 8-30 شام

احمد ڈینٹل کلینک

طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

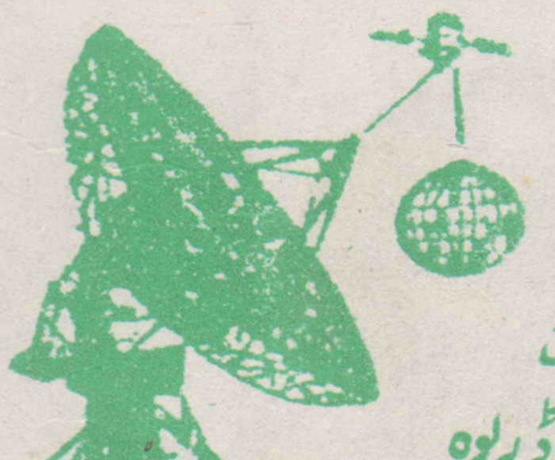

ہر سائز کا ڈش اینٹنا خریدنے کیلئے اعتماد کا نام

بہترین میٹریل ٭ شاندار رزلٹ

الطاہر سیٹلائٹ سسٹم

بوٹا مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

فون: 212974

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کیڈمیم کیساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات • زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جاتی

زیورات کی دنیا میں منفرد نام

نسیم جیولرز

فون دوکان: 212837 گھر: 212175

پروپرائٹرز: میاں نسیم احمد طاہر، میاں فرید یوسف

اقصیٰ روڈ ربوہ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ

ہمارا شعار • خدمت • دیانت

مرکز احمدیت ربوہ بابرکت شہر اور ماحول رکھتا ہیں
• مکانات • پلاٹ • دوکانیں و دیگر سکنی و زرعی اراضی کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا بہترین انتخاب

چوہدری اسٹیٹ ایجنسی

اسٹیٹ مینجمنٹ کنسلٹنٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

فون: 212508

WORLDWIDE PROPERTY CONSULTANTS

REAL ESTATE SALE & PURCHASE - RENT

جائیداد کی خرید و فروخت اور کرایہ کا باوقار و بااعتماد ادارہ

70 - 71F LIBERTY PLAZA,
LIBERTY MARKET GULBERG III LAHORE
Ph: 042 - 5752532 - 5753827 Fax: 042 - 5752532
E. Mail: PROPERTY @ BRAIN.NET.PK